فکرونظر............ اسلام آباد جلد: ۴۵ شمارہ: ۴

کریڈٹ کارڈز کی شرعی حیثیت

ڈاکٹر منظور احمد ☆

(ا) کریڈٹ کارڈز کی تعریف:

الف: لغوی تعریف:۔

اس سے مراد پلاسٹک کا وہ کارڈ ہے جسے بنک اور دیگر مالی ادارے کسی شخص یا ادارے کے نام پر جاری کرتے ہیں۔

انگریزی میں کریڈٹ (Credit) سے مراد ہے بنک بیلنس ،بنک اکاؤنٹ، اعتماد، اچھی شہرت، شرف و فضیلت اور فخر و مباہات ۔(۱)

ان تمام معانی پر غور کیا جائے تو پتہ چلتاہے کہ تقریباً یہ سب ہی کریڈٹ کارڈز پر لاگو ہوتے ہیں:

- پہلا معنی بنک بیلنس یہ ڈیبٹ کارڈ (Debit Card) پر لاگو ہوتا ہے یعنی اپنے بیلنس سے کارڈ کے ذریعے رقم استعمال کرنا۔
- دوسرا معنی کریڈٹ کارڈ کے لیے استعمال ہوسکتا ہے یعنی بنک کسی کا فری اکاؤنٹ کھولتاہے۔
- دوسرے معانی بھی کارڈز پر منطبق ہوتے ہیں کیونکہ کارڈ جاری کرنے کے لیے بنک کسی پر اعتماد کرتا ہے اچھی شہرت کی وجہ سے اور اس انسان کے شرف و فضیلت کی وجہ سے، اور کارڈ چند لوگوں کے لئے باعث افتخار بھی سمجھا جاتا ہے۔

ب: قانونی تعریف :

یہ تعریف کارڈ کے استعمال کے طریقہ کار کا تعین کرتی ہے ماہرین قانون کے نزدیک اس سے مراد وہ کارڈ ہے جو حامل کو اشیاء خریدنے اور نقد رقم کے حصول کی استطاعت بخشتاہے ۔ (۲)

ج: شرعی تعریف:

علمائے شریعتِ مطہرہ نے کارڈز کے معاملات کو مدّ نظر رکھتے ہوئے اس کی تعریف یوں کی ہے۔''یہ ایک وسیلۂ تبادل و معاوضہ ہے جسے حامل متعینہ نقدی، اشیاء یا خدمات کے حصول کے لیے استعمال کرتا ہے''۔(۳)

اسلامک فقہ کونسل جدّہ نے کارڈز کی تعریف متفقہ طور پر یوں کی ہے کہ'' یہ ایک دستاویز ہے

☆ اسلام آباد

جو جاری کنندہ کسی عام یا اعتباری شخص کو حسبِ اتفاق دیتا ہے، تا کہ وہ بغیر ادائیگی کے اشیاء و خدمات لے سکے جس کی ضمانت جاری کنندہ دیتا ہے،اس دستاویز کی ایک قسم ATM کے ذریعے بنکوں سے رقم بھی لی جا سکتی ہے''۔(۴)

گزشتہ تعریفوں کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ کریڈٹ کارڈ سے مراد وہ کارڈ ہے جو اپنے حامل کو ضروریات زندگی خریدنے یا نقد رقم بطور قرض حاصل کرنے کی صلاحیت بخشتا ہے اس میں طویل اور مختصر مدت پر حسب اتفاق سودا ادا کرنا پڑتا ہے۔

(۲) کریڈٹ کارڈز کی ابتداء، پروان اور ترقی کی تاریخ :(۵)

۱۹۱۴ء میں کیلفورنیا کی ایک تیل کمپنی موبل آئل نے اپنے ملازمین کے لیے اس قسم کے ادائیگی کارڈز جاری کیے پھر چند ہوٹلوں نے اپنے گاہکوں کو لیٹ ادائیگی کی سہولت دی۔ ۱۹۴۸ء میں لاس انجلس (Los Angles) میں دو دوستوں فرینکلین مکنمارا اور رالف شنیدر نے کھانا کھا لیا تو دیکھا کہ جیبوں میں پیسے نہیں پھر بڑی مشکل سے ہوٹل والے سے معاملہ طے ہوا تو مسٹر مکنمارا نے اپنے ایک دوست بلومنگڈیل سے مل کر اپنے دوستوں کے لیے ایک کلب کے قیام کا سوچا جس کی بنیادی فکر تھی (Dine&Sign)، یہی کلب مشہور ڈائنرز کلب کارڈ کی بنیاد بنا پھر امریکن ایکسپریس ٹورسٹ کمپنی نے اپنا کارڈ روشناس کروایا اس کے بعد بنکوں نے اپنا فرض منصبی سمجھتے ہوئے کریڈٹ کی دنیا میں قدم رکھا اور پہلا کریڈٹ کارڈ فرینکلین نیشنل بنک نیو یارک نے ۱۹۵۱ء میں جاری کیا۔ ۱۹۵۸ ء میں بنک آف امریکا نے بنک امیریکارڈ جاری کیا پھر اس میدان میں مقابلہ بازی شروع ہوئی، ۱۹۶۶ء کو برطانیہ میں بارکلے کارڈ جاری کیا گیا، ۱۹۶۷ء میں آٹھ امریکی بنکوں نے مل کر انٹربنک کارڈ ایسوسی ایشن قائم کی پھر چند اور بنک اس یونین میں ملے اور سب نے ماسٹر چارج کارڈ جاری کیا، ۱۹۷۹ء میں اس کارڈ کو ماسٹر کارڈ کا نام دیا گیا جو آج تک متداول ہے۔ بنک آف امریکا گروپ نے مل کر ویزا کے نام سے کارڈ جاری کیا سب سے پہلا کارڈ عرب ممالک میں ۱۹۸۲ء میں داخل ہوا جسے عرب افریقی بنک نے مصر میں جاری کیا۔ ۱۹۹۰ ء کی دہائی میں بنک مصر نے ویزا کارڈ جاری کیا۔۱۹۹۶ء میں بنک القاہرہ بھی اس دوڑ میں شامل ہوگیا ۔

آج کل ویزا، ماسٹر کارڈ، ڈائنرز کلب اور امریکن ایکسپرس وغیرہ کارڈز موجود ہیں ان سے ۲۰۰۱ء تک تقریباً ایک ملین کارڈ خلیج میں رواج پذیرہوئے ۔ماسٹر کارڈ دبیٔ کے دعویٰ کے مطابق خلیج کی ۴۰ سے ۸۰ فیصد کارڈز کی ضرورت وہ پوری کرتے ہیں۔ جن میں Affinity Card، Business Gold Card شامل ہوتے ہیں۔ امریکہ میں ماسٹر کارڈ یونیورسٹی بھی کارڈ کے بارے بحث وتحقیق کے لیے قائم کی گئ ہے اسی طرح ویزا کارڈ کا دعویٰ ہے کہ خلیجی ممالک میں ان کا وجود ۷۰ فیصد ہے جن

میں الیکٹرون کارڈ ،کلاسک کارڈ ،گولڈ اور بزنس کارڈ شامل ہیں۔ ویزا کارڈ دنیا میں 1 بلین سے زیادہ تعداد میں رائج ہیں جنہیں 20 ملین تاجر 20 ملین مقامات پر قبول کرتے ہیں۔ ان کے ذریعے 55,600 ATM مشینوں سے 170 ملکوں میں نقدی حاصل کی جا سکتی ہے۔ 21,000 تجارتی ادارے جن میں 700 ایشیا میں ہیں ویزا کارڈ کے ساتھ لین دین کرتے ہیں۔

ستمبر 2006 تک ان سے دنیا میں 4 ٹریلین اور ایشیا میں 646 بلین کا کاروبار ہوا جس میں 300 ملین کارڈز استعمال ہوئے۔

اس کے علاوہ یونیورسٹیاں بھی اپنے اساتذہ اور ممیز طلبہ کے لیے کارڈ جاری کرتی ہیں۔ ان میں سے بعض علاقائی سطح پر اور بعض بین الاقوامی طور پر استعمال ہوتے ہیں لیکن غالباً یہ (Charge Cards) ہوتے ہیں جو ماہانہ استعمال رقم کا فائدہ دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ فرانس کا (Carte Blue)، برطانیہ کا (Barclary Card) جاپان کا JCB، یورپ کا Euro Card اور Access Card مشہور ہوا۔ چند بڑے ہوٹلوں مثلاً Sheraton,Hitto وغیرہ نے بھی اپنے مخصوص کارڈز جاری کیے ہیں تاکہ اپنے صارفین کو بہتر خدمات فراہم کرسکیں۔

۳: عالمی اجراء کنند گان

گذشتہ سطور میں ذکر کیا گیا ہے کہ کارڈز کا تصور پہلے پہل ہوٹلوں پر کھانے کے بل کی لیٹ ادائیگی سے آگے بڑھا۔ امریکہ میں اس کا آغاز ہوا جسے تیل کمپنیوں نے اختیار کر لیا تاکہ ان کے گاہک منظم اوقات میں تیل کے بلوں کی ادائیگی کر سکیں۔ پھر امریکن ایکسپریس نے اپنا کارڈ (T & E) جاری کیا، اس کے کچھ عرصہ بعد کار رینٹ والی کمپنیوں مثلاً Hertz, Avis وغیرہ نے بھی اپنے کاروبار میں وسعت و ثقاہت کے لیے کارڈز جاری کیے، تجارتی مراکز نے بھی فوراً ہی اس میدان میں شمولیت اختیار کی اور HECHITS، مارکس اینڈ سپینسر، مورس وغیرہ نے اپنے کارڈ جاری کیے۔ بنکوں نے اپنا فرض منصبی سمجھتے ہوئے لوگوں کو کریڈٹ فراہم کرنے کا ذمہ اٹھایا اور کریڈٹ کارڈز کی شکل سامنے آئی ۔سب سے زیادہ رواج پذیر کارڈز میں سے ویزا کارڈ، ماسٹر کارڈ کے مابین حقیقی مقابلہ ہے۔ امریکن ایکسپریس اور ڈائنرز کلب کی بھی اپنی اپنی مارکیٹ ہے اس کے علاوہ بہت سے بنک اپنے ATM کارڈز جاری کرتے ہیں اور کبھی یہ کارڈز بڑی کمپنیوں سے منسلک بھی ہو جاتے ہیں تاکہ عالمی سطح پر لوگوں کو خدمات فراہم کر سکیں۔ آئندہ سطور میں ہم مشہور کارڈ کمپنیوں کا ذکر کرتے ہیں۔

ا۔ویزا انٹرنیشنل:-(Visa International)[۶]

یہ کارڈز جاری کرنے والے ابتدائی بنکوں کی یونین ہے جس کا اپنا ٹریڈ مارک ویزا ہے۔ گویا

یہ 20,000 مشترک اداروں کا کلب ہے جو (Visa)کے ٹائٹل کے ساتھ کارڈ جاری کرتے ہیں۔ یہ 200 ملکوں میں خدمات سر انجام دیتے ہیں۔ مارکیٹ میں ان کی اوسط موجودگی56%ہے۔ ویزا کمپنی ان کے باہمی معاملات طے کرنے کی خدمت سرانجام دیتی ہے اور اس کے بالمقابل اپنا کمیشن وصول کرتی ہے۔ ویزا کا اصلی مرکز سان فرانسسکو (امریکا) میں ہے، عالمی سطح پر ویزا کی جغرافیائی تقسیم چھ مرکزی علاقوں کے لحاظ سے کی گئی ہے: ا۔ امریکی ریاستیں ۲۔ کینیڈا ۳۔ لاطینی امریکا ۴۔ ایشیاء ۵۔ وسطی مشرقی یورپ ۶۔ افریقہ و مشرقِ اوسط۔

ویزا بنکوں کے جاری کردہ کارڈز کی نگرانی کرتا ہے اگرچہ کارڈ جاری کرنا بنک کی اپنی داخلی مالی پالیسی اور اپنے کلائنٹ کی ضروریات کے پیشِ نظر ہوتا ہے۔ اس لیے یہ کارڈز حسبِ ضرورت لمبی یا چھوٹی مدتوں کی ادائیگی کے لیے جاری ہو سکتے ہیں۔ ویزا مختلف ناموں سے کارڈز جاری کرتا ہے، ان میں سے معروف ویزا سلور کارڈ، کلاسک کارڈ، الیکٹرون، گولڈ کارڈز وغیرہ شامل ہیں جن کی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ کارڈز کی اقسام کے ضمن میں آئے گی۔

۲۔ ماسٹر کارڈز انٹرنیشنل:-(Master Card International)

عالمی سطح پر یہ دوسرا بڑا کارڈ نیٹ ورک ہے جس کا مرکز نیویارک میں ہے۔ 1970 کی دھائی میں یہ کارڈ کے میدان میں سب سے طاقتور کمپنی تھی پھر ویزا نے جدید ٹیکنالوجی کو کارڈ کے نظام میں متعارف کروایا۔ ماسٹر کارڈ نے (Cirrus) نامی (ATM) مشینیں ادائیگی کے نظام کو فعال بنانے کے لیے استعمال میں لائیں اور بھرپور طریقے سے ویزا کے مقابلے میں اپنے ادارے کو مضبوط بنایا۔ ان مشینوں کی تعداد دنیا میں ایک ملین ہے۔ ماسٹر کارڈ کے ممبر مالی ادارے(بنک وغیرہ) 170 ملین سے متجاوز ہیں، انہیں دنیا کے 23 ملین تجارتی ادارے قبول کرتے ہیں۔ عالمی سطح پر 210ملکوں اور علاقوں میں ان کا نیٹ ورک کام کر رہا ہے۔ ان کا ادائیگی کا نظام (banknet) کہلاتا ہے۔ جبکہ خریداری کے لیے ان کے پاس مائسٹرو (Maestro) کے نام سے ایک نیٹ ورک ہے جو (P.S.O) (Point of Sale) پر ادائیگی سے متعلق ہے۔

ماسٹر کارڈ بھی مختلف الانواع کارڈ جاری کرتا ہے جن میں گولڈ،سلور، پلاٹینیم ماسٹر کارڈ شامل ہیں ان کی مزید اقسام بھی ہیں جیسے Affinity card, Standard card اور Business Card وغیرہ۔

۳۔ امریکن ایکسپرس (American Express)

ابتداء میں یہ ایک سیاحتی کمپنی تھی جو 1850میں امریکا سے شروع ہوئی۔ اس کا بنیادی مقصد خطوط اور قیمتی اشیاء کی ڈاک بندی تھی اور گھوڑوں کے ذریعے یہ کام سرانجام دیتے تھے پھر1882میں

انہوں نے منی آرڈر کا نظام متعارف کروایا اور 1891 میں ٹریولر چیک جاری کرنا شروع کیے۔ جنگ عظیم 1914میں اس کمپنی نے برطانوی اور فرانسیسی جنگی قیدیوں کو ترسیل سامان و زر کی ذمہّ داری نبھائی۔ اسی عرصہ میں مختلف جگہوں پر گھیراؤ میں آنے والے مسافروں کے لیے اس کمپنی نے ترسیل زر کا کام سرانجام دیا۔ پھر ان کے ٹریولر چیک نے ایک کارڈ کی ایجاد تک کا سفر طے کیا اور انہوں نے سفر و تفریح کارڈ Travel & Entertainment Card) جاری کیا۔ جو بعد میں کریڈٹ کارڈ کی شکل اختیار کر گیا جسے (AMEX Card) کا نام دیا گیا۔ ان کا اپنا ایک بنک بھی ہے۔ جو (American Express Bank) کے نام سے مشہور ہے۔ ان کا نیٹ ورک مختلف سیاحتی اداروں، بنکوں، ہوٹلوں اور تجارتی اداروں کے معاملات نبٹانے میں اپنے ممبران کی مدد کرتا ہے امریکن ایکسپرس کسی دوسرے بنک کو اپنا کارڈ جاری کرنے کی اجازت نہیں دیتا سوائے گولڈ کارڈ کے وہ بھی جس صاحب کا اکاؤنٹ اس بنک میں ہو۔ اور قابلِ ضمانت ہو۔ امریکن ایکسپریس تین کارڈ جاری کرتا ہے (Gold Card, Green Card) اور (Platenium Card۔[۷]

۴۔ ڈائنرز کلب:(Diuer's Club)

مشہور ہے کہ ڈائنرز کلب اپنے ممبران کے کھانے کے بل ادا کرنے کے لیے تشکیل دیا گیا تھا جس نے بعد میں کریڈٹ جاری کرنے کی ذمہّ داری سنبھال لی لیکن یہ کارڈ سپیشل درجے کے لوگوں کے لیے ہے جن کی آمدنی بہت زیادہ ہو۔ اس کارڈ سے بھی تقریباً تمام کارڈز کی سہولتیں میسر ہوتی ہیں۔ مثلاً ہوٹلوں، گاڑیوں، جہازوں کی بکنگ، بل کی ادائیگی، قرضے کی سہولت وغیرہ۔

یہ کارڈز بھی کئی ملین کی تعداد میں معمورۂ عالم پر گردش کناں ہیں اور ان کے تقریباً ہر بڑے شہر میں دفاتر موجود ہیں۔

اس کارڈز کی بھی مختلف اقسام جاری کی جاتی ہیں۔ جن میں گولڈ، سلور، پلاٹینیم، کلاسک ڈائنرز کلب کارڈ شامل ہیں۔

ان معلومات سے ہمیں کارڈز کے عالمی سطح پر وجود کا کچھ اندازہ ہوتا ہے اب ہم اس کی اقسام کے بارے کچھ عرض کرتے ہیں:

(۳) کارڈ کی اقسام:

کریڈٹ کارڈ کی دو بڑی قسمیں ہیں ایک Revolving Credit Card دوسرا Charge card.

ا: Revolving Credit Card

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس میں بنک حامل کارڈ کو ایک Revolving Credit line دیتا ہے کہ آپ اتنی قیمت تک خریداری یا کیش رقم لے سکتے ہیں جبکہ آپ کو پوری رقم واپس کرنے کی

ضرورت نہیں بلکہ چند فیصد(۵ یا۱۰ فیصد) ہر ماہ جمع کروانا ہوتی ہے جبکہ باقی رقم اگلے مہینوں تک منتقل ہوتی رہتی ہے (Revolve) اور صاف ظاہر ہے اس پر سود ادا کرنا ہوتا ہے ہر کارڈ کی مدت ادائیگی مختلف ہوتی ہے یہ ۳۰ ، ۴۵ یا ۶۰دن ہوسکتی ہے اس کارڈ کی چند خصوصیات ہیں۔(۸)

Revolving Credit Card کی خصوصیات:

(۱) یہ حقیقی کریڈٹ کا ذریعہ ہے۔

(۲) اس کے حصول کے لیے بنک بیلنس ضروری نہیں۔

(۳) حامل کارڈ اسے علاقائی اور عالمی سطح پر اسے استعمال کرسکتا ہے

(۴) اس کی بعض اقسام بغیر فیس کے بھی جاری کی جاتی ہیں۔

(۵) اس سے انٹرنیٹ پر بھی خریداری ممکن ہے۔

(۶) اس کے ساتھ گھر والوں یا بچوں کے لیے بھی اضافی کارڈ جاری ہو سکتا ہے۔

(۷) خریداری پر مقررہ مدت کے اندر سود لاگونہیں ہوتا لیکن کیش لینے پر پہلے گھنٹے سے ہی شروع ہو جاتا ہے اگر ادائیگی بروقت نہ ہو تو سود اور جرمانہ لاگو ہو سکتاہے۔

(۸) اس سے سہولتی چیک (Convenience Cheques) کا حصول ممکن ہے۔

(۹) اس کارڈ کی کریڈٹ کی حد(Pre-arranged Credit limit) کو جانچنا تاجر پر واجب ہے اور اگر حاملِ کارڈ اس سے زیادہ کی خریداری کرنا چاہے تو بنک سے پیشگی اجازت لینا ضروری ہے۔

(۱۰) عدم ادائیگی پر مقدمہ اور جیل بھی ہو سکتی ہے ۔

ب:Charge card:

یہ دوسری قسم ہے اسے بنک اور تجارتی کمپنیاں جاری کرتی ہیں اس میں ادائیگی مقررہ مدت کے اندر کرنا ہوتی ہے بصورت دیگر کارڈ منسوخ کردیا جاتاہے اس کے اجراء کے لیے غالبًا فیس بھی ہوتی ہے اس کے ذریعے سے بھی آپ انٹرنیٹ پر خریداری کر سکتے ہیں۔

انگریزی کے لفظ (Charge) کا معنی ہے۔مطلوبہ قیمت ادا کردہ قیمت، وغیرہ (۹)

اس کارڈ کے چند دوسرے نام بھی ہیں مثلاً (Retailer card) یعنی پرچون کارڈ (Store card) یعنی جنرل سٹور کارڈ، (In House Card) یعنی گھریلو صارفین کا کارڈ، یہ سب نام چارج کارڈ پر منطبق ہوتے ہیں کیونکہ اس سے مراد گھریلو استعمال کی اشیاء کو وقتی سہولتِ ادائیگی کے ساتھ خریدناہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:(۱۰)

(۱) بنکوں اور قرض فراہم کرنے والے اداروں کی طرف سے جاری کردہ چارج کارڈ جیسا کہ ویزا

چارج کارڈ، امریکن ایکسپریس، ڈائنرز کلب ہے۔

(۲) تجارتی کمپنیوں اور ملحقہ دکانوں کے کارڈ جیسا کہ (HECHIT) کمپنی Marks & Spencer کمپنی اور ان کے ساتھ متعاونین اداروں (Associated companies) کے مشترکہ چارج کارڈ ہیں۔

اس کارڈ کے مختلف درجات ہیں:

(۱) ویزا سلور کارڈ : یہ عام لوگوں کے لیے Charge card ہے۔

(۲) ویزا کلاسک یا کمرشل کارڈ: یہ عموماً مالدار لوگوں کے لیے ہے جس میں ویزا کیش کارڈ ہے اس کی Creditline کافی زیادہ یا بغیر حد کے بھی ہو سکتی ہے کارڈ کی اس قسم کی بہت سی خصوصیات ہیں۔

چارج کارڈ کی خصوصیات: (۱۱)

یہ پہلی قسم ہے جس نے ہوٹلوں اور تیل کے بل ادا کرنے کے لیے کریڈٹ کی سہولت فراہم کی۔

- اس کے اجراء کے لیے بنک بیلنس ضروری نہیں ہے۔جیسا کہ امریکن ایکسپریس اور ڈائنرز کلب کے چارج کارڈ ہیں لیکن یہ ادارے اپنے ممبر کی مالی خوشحالی اور اجتماعی و معاشرتی مقام و مرتبے کا لحاظ رکھتے ہیں۔
- یہ کارڈ فیس لے کر جاری ہوتا ہے اور سالانہ تجدید فیس بھی ہوتی ہے لیکن کچھ مالی ادارے بغیر فیس کے بھی یہ کارڈ جاری کرتے ہیں تاکہ وہ اس کارڈ کو پُرکشش بنا سکیں۔
- بنک یا مالی ادارہ حاصل کردہ کارڈ کو ایک (Credit limit) دیتا ہے جس کی حدود میں خریداری کی جا سکتی ہے۔
- اگر ادائیگی بر وقت ہو یعنی (Credit period) ۳۰، ۴۰ یا ۶۰ دن کے اندر ہو تو کوئی سود اور جرمانہ ادا نہیں کرنا پڑتا لیکن اس کے بعد جرمانہ لاگو ہوتا ہے۔
- اگر چارج کارڈ سے ATM کے ذریعے نقدی لیں تو پہلے گھنٹے سے ہی سود لگنا شروع ہوتا ہے۔
- یہ کارڈ علاقائی اور عالمی سطح پر حسب اتفاق استعمال ہو سکتا ہے۔
- لائف انشورنس جو ۳ لاکھ ۵۰ ہزار ڈالر تک ہو سکتی ہے۔
- حادثات پر انشورنس، سفر میں میڈیکل انشورنس، سفر میں مجبوراً واپسی پر انشورنس، وطن واپسی کیلئے سہولتوں کی فراہمی، ٹریولرز چیکوں کی فراہمی۔
- سفر میں ضرورت مال پر معاونت۔

- کارڈ گم ہونے پر متبادل کارڈ کی فراہمی۔
- ہوٹلوں اور ہوائی ٹکٹوں کی بکنگ میں ترجیح۔
- ۲۴ گھنٹے آن لائن سروس۔
- عالمی تجارتی مراکز سے بلاسود خریداری وغیرہ۔

ج: Debit card

لغوی طور پر Debit سے مراد مقروض، کرنٹ اکاؤنٹ کا ایک حصہ، کسی کے حساب میں اندراج ہے، اس کے مشتقات میں Debit balance اور Debit note شامل ہیں۔[۱۲]

اسے (Current Account Card) بھی کہا جاتا ہے۔ یہ اصل میں کریڈٹ یعنی (قرض) کے لیے استعمال نہیں ہوتا بلکہ اس کے ذریعے حامل براست اپنا اکاونٹ استعمال کرتا ہے اس سے خریداری بھی ممکن ہے اور نقد رقم بھی آٹو میٹک مشینوں سے لی جا سکتی ہے۔ اگر حامل اپنے اکاؤنٹ سے زیادہ رقم استعمال کرنا چاہے تو بنک کی پیشگی اجازت پر منحصر ہے۔ اس کارڈ کو (EFT/P.O.S Card) بھی کہتے ہیں جو (Electronic Funds Transfer at P.O.S) کا مخفف ہے۔ یعنی سیل پوائنٹس پر نقدی کا تبادلہ (حصول)۔

مثالیں:

۱۹۶۹ء میں امریکہ کے سٹی بنک اور چند دوسرے بنکوں نے اُن لوگوں کے لیے Debit Card جا ری کیے جو بوجوہ کریڈٹ کارڈ حاصل نہ کر سکتے تھے مثلاً کسی نے عدالت سے افلاس نامہ لیا ہو جس کو (bankruptcy declaration) کہتے ہیں۔ یا ان کا نام اقتصادی مشکلات کی وجہ سے کمزور کریڈٹ ریکارڈ میں آتا ہو۔[۱۳]

ویزا کمپنی نے ۱۹۷۶ء میں "Entree" کے نا م سے ڈیبٹ کا رڈ جا ری کیا پھر ماسٹر کارڈ نے "Signet" نامی کا رڈ متعارف کروایا اسطرح ایک کارڈ (Secured Credit card) کے نام سے جاری ہوا کیونکہ اس کے اجراء کے لیے بنک بطور ضمانت کچھ رقم رکھتے تھے جس پر حاملین کو سود بھی ادا کیا جاتا تھا۔

۱۹۷۷ء میں فرانس سے کارت بلو کمپنی نے اپنے نام سے "Carte Blue" نامی ڈیبٹ کارڈ جاری کیا جو ملک میں 60% ضرورت پوری کرتا تھا۔ جاپان نے سب سے زیادہ ڈیبٹ کارڈ ۱۹۸۷ء میں جاری کیے جن کی تعداد ۷ ملین تھی، ۱۹۸۸ء میں برطانیہ نے Switch Card کے نام سے مڈلینڈ بنک، نیشنل ویسٹ منسٹر بنک اور رائل سکاٹ لینڈ بنک، سے یہ کارڈ جاری کیے پھر بارکلے اور لویڈز وغیرہ بھی اس نیٹ ورک میں شامل ہو گئے۔

اسلامی ممالک میں بھی بہت سے بنک یہ کارڈ جاری کرتے ہیں ان میں (شرکۃ الراجحی (Rajhi Company)، بیت التمویل الکویتی (Kwait Finance House) اور دبئی اسلامک بنک وغیرہ شامل ہیں۔

ترقی پذیر ممالک کی حکومتیں نقدی کے بہاؤ پر کنٹرول کی پالیسی کا میاب بنانے کے لیے اس کارڈ کے اجراء کو ترجیح دیتی ہیں کیونکہ وہاں پر نقدی کے کاروبار کے لیے ترقیاتی منڈیوں کا فقدان ہوتا ہے لیکن حقیقت میں کارڈ کا اجراء اور اسمیں وسعت اس پالیسی کے خلاف جاتی ہے۔(۱۴)

ڈیبٹ کارڈ کی خصوصیات:

اس قسم کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں۔

(۱) یہ کبھی مفت بھی جاری کر دیا جاتا ہے لیکن عموماً اس کی فیس ہوتی ہے اور سالانہ تجدید فیس بھی۔
(۲) بنک اسے عالمی کمپنیوں کے ساتھ مل کر جاری کرتے ہیں تا کہ یہ بیرون ملک بھی استعمال ہو سکے۔
(۳) اس کے لیے بنک بیلنس کا ہونا ضروری ہے۔
(۴) ہر کارڈ کا ایک خفیہ نمبر ہوتا ہے جسے (Personal Identification Number) (PIN) کہتے ہیں۔ یہ مشینوں سے نقدی حاصل کرنے کے لئے استعمال ہو تا ہے۔
(۵) اس کارڈ کو استعمال کرتے ہی رقم اکاؤنٹ سے منتقل ہو جا تی ہے۔
(٦) یہ کارڈ بنک کے لئے ادائیگی کے باب میں محفوظ ہے اور حامل کے لئے قرض داری سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ جب کہ اس میں وہ تمام سہولتیں موجود ہوتی ہیں جو ایک کریڈٹ کارڈ کا خاصہ ہیں۔
(۷) کبھی یہ خریداری کے لیے بھی استعمال ہو سکتے ہیں ان کے لیے بنک بیلنس کا ہونا ضروری ہوتا ہے اس لیے یہ کریڈٹ کارڈ شمار نہیں ہوتے۔

کارڈز کے معاملات چند شرکاء کے مابین طے پاتے ہیں اور ان تمام کارڈز کو جاری کرنے کے لیے بنکوں نے کچھ شرائط و ضوابط پیشگی تحریر کیے ہوتے ہیں جن کی تفصیل آئندہ مذکور ہے۔

(۴) طریقہ کار:(۱۵)

جب حامل کارڈ کسی تاجر کے پاس جا کر کوئی چیز خریدتا ہے اور کارڈ تاجر کو پیش کرتا ہے تو وہ اسے متعلقہ مشین سے گزار کر کارڈ کی تمام معلومات حاصل کر لیتا ہے جب اسے کارڈ کے صحیح ہونے اور بنک کی طرف سے فوری منظوری کا اشارہ ملتا ہے تو رسید لکھ کر کارڈ کی معلومات اور حامل کے دستخط لے لیتا ہے یہ رسیدیں بنک بھیج دی جاتی ہیں اور رقم کٹوتی کے بعد تاجر کے اکاؤنٹ میں منتقل ہو جاتی ہے اگر کارڈ Online-Debit Card ہو تو عموماً یہ رقم اسی روز وصول ہوجاتی ہے، Offline ہو تو تین دن تک یہ رقم وصول ہو جاتی ہے الیکٹرونک وسائل کے ذریعے اب یہ معاملہ تقریباً ۲۰ سیکنڈ

میں مکمل ہو جاتا ہے اسی طرح اس کارڈ کے ذریعے آٹومیٹک مشینوں سے ۲۴ گھنٹے نقد رقم بھی بطور قرض حاصل کی جاسکتی ہے۔

کارڈز کے معاملات چند شرکاء کے مابین طے پاتے ہیں اور ان تمام کارڈز کو جاری کرنے کے لیے بنکوں نے کچھ شرائط و ضوابط پیشگی تحریر کیے ہوتے ہیں جن کی تفصیل آئندہ سطور میں مذکور ہے۔

کارڈز کے معاہدات و اطراف

الف: کارڈز کے معاہدات:(۱۶)

کارڈز کے معاہدہ میں کچھ اصطلاحات اور شروط و قوانین بیان کیے جاتے ہیں۔ جن چند بنیادی چیزوں کا ذکر ہوتا ہے وہ یہ ہیں:

۱-اہم تعریفات:

ان میں کارڈ، اس کے حامل ،بنک، تاجر اور اضافی کارڈ کی تعریفیں ذکر ہوتی ہیں۔

۲-مدت کارڈ:

اس میں معاہدہ کی مدت ذکر کی جاتی ہے تجدید یا عدم تجدید کا ذکر بھی ہوتا ہے۔

۳-کارڈ فیس:

معاہدہ میں کارڈ فیس اگر ہو تو ذکر کی جاتی ہے کبھی یہ ۱۰۰ ڈالر تک بھی ہوتی تھی۔

۴-وسعت معاہدہ:

اس معاہدہ میں حامل کارڈ، بنک ،تاجر اور اضافی حامل کارڈ ذمہ دار ہوتے ہیں۔

۵-بلوں پر حامل کے دستخط:

معاہدہ میں حامل بلوں پر صحیح دستخطوں کا اقرار کرتا ہے۔

۶-کریڈٹ لائن:

معاہدہ میں کریڈٹ کی زیادہ سے زیادہ حد کا ذکر بھی ہوتا ہے۔

۷-کارڈ کا استعمال:

معاہدہ میں کارڈ کے استعمال کی حدود کا ذکر ہوتا ہے یعنی یہ خریداری یا کیش کے لیے استعمال ہوسکتا ہے۔

۸- بنک کا اقرار:

بنک تاجر کے حق میں کارڈ سے متعلق تمام واجبات کی ادائیگی کا اقرار کرتا ہے، دیگر کارڈز کے قرض کی ادائیگی یا بانڈز وغیرہ کی خریداری اس سے ممکن نہیں ہوسکتی۔

۹-اکاؤنٹ کا استعمال:

معاہدہ میں اکاؤنٹ کی تفصیل درج ہوتی ہے کہ اس سے خریداری ممکن ہوتی ہے، محدود کیش کا حصول ممکن ہے، کسی دوسرے بنک سے بھی حصول نقدی ممکن ہے۔ ATM مشینوں سے استفادہ ممکن ہے، ٹریولرز چیک لئے جاسکتے ہیں اور کارڈ کی دیگر سہولتیں وغیرہ۔

۱۰-ادائیگی کا وعدہ:

حامل تمام ادائیگیاں بروقت کر نے کا اقرار کرتاہے بصورت دیگر جرمانہ کی ادائیگی کرنا ہوتی ہے۔

۱۱-اکاؤنٹ کا حساب کتاب:

حامل ا قرار کرتاہے کہ ضرورت پر اس کے حساب کی معلومات متعلقہ اداروں کو دی جاسکتی ہے۔

۱۲-تبدیلی شروط:

معاہدہ کی شروط میں تبدیلی کا حق صرف بنک کو حاصل ہے۔

۱۳-بلوں کی شکایات:

حامل اقرار کرتا ہے کہ بلوں کی شکایات وہ تاجروں سے خود نپٹائے گا۔

۱۴-شناختی نمبر:

معاہدہ کے فارم کے ساتھ حامل کو ایک خفیہ کارڈ نمبربھی دیا جاتاہے۔

۱۵-فارن کرنسی:

حامل بنک کو اپنے قواعد کے مطابق کرنسی کی قیمتوں کے تعین کا اختیار دیتا ہے جبکہ استعمال بین الاقوامی ہو۔

۱۶-فنانس چارجز:

حامل بنک کو کارڈ کے اخراجات (ماہانہ، سالانہ) کے تعین کا اختیار دیتا ہے۔ امریکہ میں شرح سود وغیرہ کا اعلان وال سٹریٹ جرنل (wall street Journal) میں کیا جاتا ہے جن میں پرائم ریٹ درج ہوتاہے۔

۱۷- کارڈ کا غلط استعمال:

حامل کارڈ کے غلط استعمال کی ذمہ داری قبول کرتاہے مثلاً اس کے اہل خانہ کی طرف سے استعمال یاکسی اور طرح کی بے ضابطگی۔

۱۸- قانون فاصل:

کارڈ کے معاملات میں مشکلات ملکی اور بین الاقوامی قانون کے دائرے میں حل کی جاتی ہیں۔

۱۹-طریقہ ادائیگی:

معاہدہ میں طریقہ ادائیگی کا ذکر بھی ہوتا ہے کہ یکمشت ہو گی یا قسطوں میں۔

۲۰-وصولئ قرض کی فیس:

اگر وصولی قرض کے لیے بنک مقدمہ کرے تو اس کی فیس حامل کے ذمہ ہو گی ان اجمالی شروط کے علاوہ بھی ہر بنک اور مالی ادارہ اپنے کارڈز کے بارے خاص قواعد و ضوابط اختیار کرتا ہے یہ معاہدہ جن شرکاء (اطراف) کے مابین طے پاتا ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

ب: اطراف معاہدہ (کارڈز کے شرکاء):

گزشتہ سطور میں ضمناً کارڈز کے شرکاء کا ذکر ہوا ہے ان کی تفصیل پیش خدمت ہے۔

(۱)عالمی ادارے:

ان میں ویزا، ماسٹر کارڈ، ڈائنرز کلب، امریکن ایکسپریس وغیرہ شامل ہیں۔

کارڈ کے نظام میں یہ ادارے اصحاب علامات ہیں یعنی ان کے ٹریڈ مارک ہیں یہ بنکوں کو کارڈ جاری کرنے کا اجازت نامہ دیتے ہیں انکی علامات کارڈ پر چھپتی ہیں یہی کارڈز کی نوعیت مقرر کرتے ہیں، ان کے یکساں قواعد و ضوابط متعین کرتے ہیں، روزانہ کلیرنگ کا فریضہ سر انجام دیتے ہیں، بنکوں کو اپنے تجربات سے فائدہ پہنچاتے ہیں اور اپنے نیٹ ورک کے ذریعے جعلی کارڈز کے تعاقب میں انکی مدد کرتے ہیں۔

(۲) اجراء کنندہ:

یہ وہ بنک یا مالی ادارہ ہوتا ہے جو کارڈ جاری کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے جس میں جدید ٹیکنالوجی کا استعمال اور تربیت یافتہ عملہ وغیرہ شامل ہیں۔

(۳) حامل کارڈ:

جس کے نام پر کارڈ جاری ہوتا ہے۔

(۴) تاجر:

جس سے حامل کارڈ خریداری کرتا ہے۔

(۵) تاجر کا بنک:

جس بنک سے تاجر براہ راست معاملات طے کرتا ہے۔

کارڈ کے شرکاء کے مابین کچھ تجارتی تعلقات استوار ہوتے ہیں۔ ان تعلقات کو فقہاء کرام نے اپنی تحقیقات کا موضوع بنایا ہے جس سے مختلف شرعی آراء سامنے آئی ہیں۔ آئندہ سطور میں ان شرعی آراء کا جائزہ پیش خدمت ہے۔

کریڈٹ کارڈز پر شرعی آراء

بنیادی طور پر کریڈٹ کارڈز کے معاملہ میں تین تعلقات کو دخل حاصل ہے یہ تعلقات اجراء کنندہ بنک اور حامل کے مابین، اسی طرح اجراء کنندہ بنک اور تاجر کے مابین اور پھر تاجر اور حامل کے مابین قائم ہوتے ہیں ان تعلقات کی شرعی حیثیت کا تعیّن ہمارا موضوع بحث ہے آئندہ سطور میں ان پر شرعی آراء کا جائزہ پیش خدمت ہے۔

پہلا تعلق: اجراء کنندہ بنک اور حامل کے مابین

ا: پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالحلیم عمر:

الازھر یونیورسٹی، مصر کے مرکزصالح کامل برائے اقتصاد اسلامی کے ڈائریکٹر پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالحلیم عمرنے کریڈٹ کارڈ کے بارے اپنے موقف کی وضاحت میں کہا کہ کارڈ جاری کنندہ بنک اور حامل کارڈ کے مابین تعلّق کو فقہ اسلامی کے عقد کفالت سے مشابہ قرار دیا جا سکتا ہے اپنے موقف کی حمایت میں ان کے دلائل درج ذیل ہیں۔(۱۷)

(ا) کفالت کا مفہوم:

اس معاہدہ میں بنک تاجر کے سامنے حامل کارڈ کا ضامن بنتا ہے، فقہاء کے نزدیک کفالت یا ضمانت سے مراد غیر کے ذمّہ ثابت شدہ حق کی ذمّہ داری قبول کرنا ہے(۱۸) اور شارحین قانون کا بھی کہنا ہے کہ کارڈ جاری کرنے والا بنک تاجر کے لیے حامل کا ضامن شمار ہو تا ہے مزید یہ کہ کارڈ کے بھی تین شرکاء ہیں اور کفالت کے بھی تین۔

(۲) ضمانت قبل از قرض:

کفالت پر قیاس کارڈ کے اجراء، تاجروں سے اتفاق سے ماقبل صورت حال پر بھی دلالت کرتا ہے کیونکہ کارڈ کا اجراء سب سے پہلے ہوتا ہے پھر دوسرے مراحل آتے ہیں فقہاء اسے ''ضمان مالم یجب'' سے تعبیر کرتے ہیں جیسا کہ امام سرخسی کا قول ہے کہ اگر ایک آدمی دوسرے سے کہے فلاں کو کوئی چیز دے دو میں اس کا ضامن ہوں گا تو یہ قول صحیح ہے(۱۹) اسی طرح دوسرے فقہائے مالکیۃ، شافعیۃ اور حنابلۃ کے بھی اقوال ہیں۔

(۳) نقد ضمانت طلب کرنا:

ڈیبٹ کارڈ میں بنک حامل سے کچھ نقدی جاری حساب میں رکھنے کا مطالبہ کرتا ہے جس سے ادائیگی ہوتی ہے یہ اگرچہ وکالت بن جاتی ہے لیکن یہ کفالت بھی ہوسکتی ہے جیسا کہ بعض حنفیہ کا قول ہے کہ اگر کوئی مال کی کفالت کے لیے کچھ بطور ضمانت رکھ لے تو جائز ہے۔(۲۰)

(۴) ادائیگی کے بعد وصولی:

کارڈ کے باب میں بھی پہلے بنک تاجر کو ادائیگی کرتا ہے پھر حامل کی طرف رجوع۔ اس کی مثال فقہاء کے اس قول میں ہے کہ کفیل مال کی ادائیگی سے پہلے مطالبہ نہیں کرسکتا۔(۲۱)

(۵) کریڈٹ لائن :

بنک حامل کارڈ کو ایک مقررہ حدّ تک خرچ کرنے کی اجازت دیتا ہے اس کی صورت بعض فقہاء کے نزدیک یوں ہے اگر کوئی کہے میں تمہارے قرض کا ۱ تا ۱۰ درہم تک ذمّہ دار ہوں تو یہ قول صحیح ہے۔(۲۲)

(۶) کارڈ منسوخ کرنے کا حق:

بنک کسی وقت بھی کارڈ منسوخ کر سکتا ہے اس کی اجازت فقہاء کے نزدیک یوں ہے کہ کفیل جب چاہے کفالت سے رجوع کر سکتا ہے وہ صرف واقع ہو جانے والے معاملہ کا ضامن ہو گا۔(۲۳)

(۷) مختلف تاجروں سے خرید اور کیش کا حصول:

یہ کارڈ سے ممکن ہے اس کی تعبیر امام سرخسی کے قول سے ہوتی ہے، اگر کوئی چند تاجروں سے کہے کہ جو تم فلاں کو بیچو گے وہ مجھ پر ہے تو صحیح ہے۔(۲۴)

اسی طرح ATM مشینوں سے نقدی کا حصول بھی ممکن ہے جیسا کہ امام سرخسی کا قول ہے اگر کوئی شخص کسی کو حکم دے کہ فلاں کو کچھ نقدی دو مثلاً ہزار درہم تو وہ قرض دینے والا کہنے والے سے لے گا۔(۲۵)

(۸) کارڈ کی مدت اور اس میں بار بار خریداری:

کارڈ کی صلاحیت اس پر درج ہوتی ہے جس میں حامل بار بار خریداری کر سکتا ہے اس کی مثال بھی سرخسی کا قول ہے :اگر کوئی کسی سے کہے کہ فلاں کو آج یا ایک سال تک کچھ دیتے رہو تو اس کی رعایت کی جائے گی۔(۲۶)

(۹) خریداری بل:

تاجر خریداری بل بطور شہادت بنک کو ارسال کرتا ہے امام سرخسی کا ہی قول ہے کہ اسوقت تک کفیل کسی شئے کا پابند نہیں جب تک کفالت کے بعد کسی خریداری پر دلیل نہ ہو۔(۲۷)

(۱۰) سودے کا بے عیب ہونا:

کارڈ کے معاہدے میں مذکور ہوتا ہے کہ اگر سامان عیب کی وجہ سے لوٹایا گیا تو کفیل بری ہوگا۔ اس کی مثال بھی سرخسی کا قول ہے، اگر سامان عیب کی وجہ سے لوٹایا گیا تو کفیل بری ہوگا۔(۲۸)

(۱۱) کریڈٹ ٹائم:

بنک حامل کارڈ کو ادائیگی کے لیے ۳۰ سے ٦۰ دن تک وقت دیتا ہے جس میں خریداری پر کوئی فیس نہیں ہوتی اسے فقہاء نے درست تسلیم کیا ہے کہ کفیل سے فوری مطالبہ نہ ہو گا بلکہ اگر ایک ماہ کا وقت دیا تو صحیح ہے لیکن دوبارہ مہلت نہ ہوگی ۔(۲۹)

ان دلائل کی بنیاد پر پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالحلیم عمر نے کریڈٹ کارڈ کے معاہدہ کو کفالت کے مشابہ مانا ہے انکی موافقت میں چند اور فقہاء کی بھی یہی رائے رہی ہے جس میں ارتقائی مراحل طے ہوتے رہے۔ ان میں شرکۃ دلۃ البرکۃ کے ڈاکٹر عبدالستار ابو غدّۃ کے مطابق یہ کفالت مع حق رجوع تھی(۳۰) اسی طرح بیت التمویل الکویتی کے فتاوی میں بھی اسے کفالت مع حق رجوع مانا گیا ہے۔(۳۱)

اب ہم اس رائے کا تنقیدی جائزہ لیتے ہیں اس میں شک نہیں کہ بنک اور حامل کارڈ کے تعلّق کی شرعی حیثیت متعیّن کرتے وقت عقد کفالت کے مفہوم کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا لیکن کفالت کے لیے فقہائے اسلام نے چند شروط بیان کی ہیں جن کا وجود ناگریز ہے کیونکہ اگر شرط نہ ہو تو مشروط نہیں ہو سکتا ہم دیکھتے ہیں کہ کارڈ کے معاملہ میں شرعی کفالت کی چند اہم شروط موجود نہیں ہیں ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

(۱) قرض کا لازمٔ ثابت اور معلوم ہونا:

گزشتہ تطبیق میں فاضل مصنف نے ''ضمان ما لم یجب'' کے جواز پر قیاس کیا ہے۔ حقیقت میں فقہائے شافعیہ نے اس کو قبول نہیں کیا صاحب مغنی المحتاج کہتے ہیں ''**یشترط فی المضمون کونه حقا ثابتاً وهو الدین أو العین المضمونة حال العقد فلا یصحّ ضمان مالم یجب**'' کہ کفالت میں قرض کا ثابت شدہ حق ہونا ضروری ہے یا وہ کوئی عینی چیز ہو بوقت عقد اور آئندہ کی ضمانت صحیح نہیں(۳۲) اسی طرح امام ابن حزم الظاہری کہتے ہیں ''**لا یجوز ضمان ما لا یدری مقداره**''(۳۳) غیر معلوم المقدار کی ضمانت جائز نہیں، اس کا سبب یہ ہے کہ عقود میں جہالت غرر وغبن کا باعث ہوتی ہے جس سے کوئی بھی عقد فاسد ہو جاتا ہے۔

(۲) کفالت سے رجوع:

کارڈ کو بنک کسی وقت بھی منسوخ کر سکتا ہے جیسا کہ ہر معاہدہ میں مذکور ہے لیکن فقہائے اسلام کے نزدیک کفالت عقد لازم ہے جیسا کہ ابھی گزرا اور اس پر صاحب المغنی امام ابن قدامہ کا قول شاھد ہے'' **اتفق العلماء علی أنّ عقد الضمان لا یدخله خیار**''(۳۴) کہ ضمانت میں رجوع کا اختیار نہیں ہوتا اس پر علماء کا اتفاق ہے۔

(۳) مطالبہ ادائیگی:

کارڈ کے استعمال پر تاجر صرف بنک سے مطالبہ ادائیگی کر سکتا ہے حامل سے نہیں جبکہ فقہائے کرام نے تصریح کی ہے کہ قرض خواہ کفیل اور مکفول دونوں سے مطالبہ کر سکتا ہے صاحب فتح القدیر کہتے ہیں ''والمكفول له بالخيار إن شآء طالب الّذى عليه الدين وإن شآء طالب الكفيل''(۳۵) امام شافعیؒ کا قول بھی اس کے قریب ہے۔ (۳۶)

(۴) کفالت پر اجرت لینا:

بنک حامل کارڈ سے مختلف فیسیں لیتا ہے مثلاً اجرائے کارڈ، تجدید، انتقال مال کی فیس، تاخیر ادائیگی کے جرمانے، کیش پر چارجز وغیرہ اگر اس تعلق کو کفالت تصور کیا جائے تو یہ تمام اجرتیں لینا جائز نہیں کیونکہ فقہائے کرام نے وضاحت کی ہے کہ ضمانت نیکی کے کاموں میں سے ہے اس پر اجر لینا درست نہیں امام سرخسی نے اسے رشوت قرار دیا ہے امام مالک نے بھی اسے ناجائز کہا ہے پہلا قول: **كفل رجل عن رجل بمال على أن يجعل له جعلاً فالجعل باطل لأنّه رشوة**(۳۷) دوسرا قول: **لا خير فى الحمالة بجعل**(۳۸) ضمانت پر اجرت لینے میں کوئی خیر نہیں۔

(۵) شرکاء کی تعداد:

گزشتہ تطبیق میں کارڈ کے شرکاء تین ذکر کیے گئے ہیں جیسا کہ عقد کفالت میں بھی تین اطراف ہیں حقیقت یہ ہے کارڈ میں عالمی ادارہ ویزا یا ماسٹر کارڈ وغیرہ کا کردار اساسی ہے جبکہ تاجر کے بنک کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اس طرح یہ پانچ شرکاء بنتے ہیں۔

(۶) بنک کا ذاتی موقف:

تمام معاہدات میں کہیں بھی بنک یہ اعلان یا اعتراف نہیں کرتا کہ وہ حامل کارڈ کا کفیل یا ضامن ہے بلکہ یہ مذکور ہوتا ہے کہ بنک حامل کو اپنا قرض دار سمجھتا ہے (۳۹) ایک اور بنک کارڈ اکاؤنٹ کو قرض قرار دیتا ہے جس پر فنانس چارجز ہوتے ہیں(۴۰) یعنی بنک اس معاملہ کو نفع بخش سرمایہ کاری گردانتے ہیں۔

(۷) مقدار قرض میں کمی بیشی:

اگر کفیل قرض خواہ سے ہزار کی بجائے ۵۰۰ پر صلح کر لے تو سارا قرض مقروض سے بھی ساقط ہو جاتا ہے(۴۱) جبکہ بنک تاجر کو تو کم رقم ادا کرتا ہے اور حامل سے پوری وصول کرتا ہے اس لیے اسے کفالت پر منطبق کرنا درست نہیں۔

اس جائزے کے پیش نظر ہمارے نزدیک کارڈ کے معاملات کو بطور کفالت قبول کرنا ممکن نہیں۔ آیئے ایک دوسری رائے پر نظر ڈالتے ہیں جس کے مطابق یہ تعلق شرعی وکالت کے مشابہ ہو

سکتا ہے۔

(۲) شیخ عبدالستار قطّان:

بیت التمویل الکویتی کے شیخ عبدالستار قطّان کے مطابق حاملِ کارڈ بنک کو اپنی ادائیگی کے لیے وکیل بناتا ہے اور بنک اس سے اس کی خدمت پر اجرت لیتا ہے جو کہ شرعاً جائز ہے(۴۲) کیونکہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عروۃ کو بکری خریدنے کے لیے بغیر اجرت سے وکیل بنایا اور آپ زکاۃ جمع کرنے والوں کو اجرت کے ساتھ وکیل بناتے تھے۔(۴۳)

اس رائے کی تائید میں ڈاکٹر عبد الستار ابو غدۃ نے بھی دلائل دیے ہیں جن کا ماحصل یہ ہے کہ اگرچہ بنک وکیل ہے اور اس پر مالک کے مال میں تصرف کرنا ضروری ہے نہ کہ اپنے مال میں۔ لیکن بنک پہلے ادائیگی کرتا ہے پھر حامل کارڈ سے وصولی کیونکہ اس میں معاملات طے کرنے میں آسانی ہے بجائے اس کے کہ وہ پہلے حامل کارڈ سے وصول کرے پھر تاجر کو ادا کرے۔(۴۴)

بنک دبئ الاسلامی کی ھیئة الفتاوی والرقابة الشرعية نے بھی اس تعلّق کو وکالت پر محمول کیا ہے(۴۵) اسی رائے کی تائید ڈاکٹر محمد علی القری (جامعۃ الملک عبد العزیز جدّۃ) نے بھی کی ہے اور وکالت بالأجرکو جائز قرار دیا ہے۔(۴۶)

تنقیدی جائزہ:

(۱) وکالت یا کفالت:

وکالت کا مطلب ہے کسی دوسرے کے ارادہ کو جائز کام میں سرانجام دینا، کسی کے مال میں اذن کے ساتھ تصرّف بھی وکالت ہے لیکن وکیل اپنے مال سے وہی کام سرانجام دے تو یہ کفالت بالمال ہوگی نہ کہ وکالت۔

(۲) مدت معاملہ:

بنک کی تاجر کو ادائیگی میں عام حالات میں ایک ہفتہ یا کم از کم تین دن صرف ہوتے ہیں جبکہ جدید الیکٹرانک رابطے میں بھی ایک دن صرف ہو جاتا ہے۔ کیونکہ بنکوں کے ادائیگی کے حسابات دن کے کام کے بعد ہوتے ہیں یہ مدت اگر قرض کے ساتھ ہو اور اس کیش پر یا تاجر کی ادائیگی پر مختلف چارجز بھی ہوں تو یہ قرض مع فائدہ کے ضمن میں آجاتا ہے جوکہ حرام ہے۔

(۳) حقیقت حال:

معاملہ کو وکالت مانا جا سکتا ہے اگر تاجر اس پر راضی ہو کہ بنک پہلے وصولی کرے پھر ادائیگی لیکن یہ حقیقت حال کے خلاف ہے۔

(۴) بنک بیلنس اور وکالت:

تاجر اور حامل کارڈ کے معاہدات میں ہم دیکھتے ہیں کہ بنک حامل کو اپنا مقروض گردانتا ہے جیسا کہ الفاظ مدین اور Indebted سے ظاہر ہے اس طرح یہ معاملہ اِقراض شمار ہو گا نہ کہ وکالت خاص طور پر جبکہ حامل کا بنک بیلنس نہ ہو اسوقت تو ارکان وکالت میں سے اہم رکن محلِ وکالت موجود ہی نہیں ہوتا اس صورت میں وکالت کا تصور ممکن نہیں۔

(۵) حامل اور تاجر کا تعلّق:

اگر دونوں کا تعلّق وکالت متصور ہو تو خریداری کے بعد بھی یہ ختم نہیں ہوتا حتیٰ کہ تاجر کو وصولی نہ ہو جائے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ خریداری اور بل پر دستخطوں کے بعد حامل کارڈ کا تاجر سے کوئی واسطہ نہیں رہتا بلکہ تاجر بنک سے رجوع کرتا ہے (۴۷)

ان ملاحظات کی روشنی میں ہم حامل کارڈ اور بنک کے تعلّق کو شرعی وکالت پر محمول نہیں کرسکتے ایک اور رائے ملاحظہ ہو۔

(۳) پروفیسر ڈاکٹر عبد الوهاب ابو سلیمان:

جامعہ ام القری، مکۃ المکرّمۃ کے پروفیسر ڈاکٹر عبد الوهاب ابو سلیمان کا خیال ہے کہ کریڈٹ کارڈز پر عقد اِقراض کا اطلاق ہوتا ہے اس کے اسباب درج ذیل ہیں:

۱۔ یہ تطبیق ہی امر واقع کے عین مطابق ہے۔

۲۔ اس تطبیق کا سرکاری قانونی مالی اور اقتصادی ادارے اعتراف بھی کرتے ہیں۔

۳۔ کئی سال سے اس کے مطابق کارڈ جاری کرنے اور اس سے متعلقہ ادارے کام کر رہے ہیں اور اسی اِقراض کی بناء پر ان کے باہمی نزاعات کے فیصلے ہوتے ہیں۔

۴۔ قرض دینا ہی ان کارڈز کی بنیاد ہے پس بنک قرض خواہ اور حامل کارڈ مقروض ہے۔

۵۔ کارڈ کے معاملہ میں عقد اِقراض کے ارکان موجود ہیں جوکہ دونوں عاقد، ایجاب و قبول کا صیغہ اور عوض ہے جس سے مراد قرض ہے۔ عقد کارڈ میں اِقراض سے مراد بنک کا قرض اور حامل کے درمیان حائل نہ ہونا ہے پس حامل ہر وقت یہ قرض مقررہ مدت تک استعمال کرسکتا ہے اس بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ کارڈ کا معاملہ شرعی اِقراض کے عقد پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔

تنقیدی جائزہ:

اس قیاس کی اہمیت کے باوجود ہماری رائے میں اسے چند انتقادات کا سامنا ہے۔

۱۔ قرض کا معنی ہے کاٹنا اور فقہائے کرام کے نزدیک قرض سے مراد ”**تمليك مال مثلي ليردّ مثله**“ ہے یعنی کسی مثلی مال کو بشرط واپسی کسی کی ملک میں دینا، تمام فقہائے کرام کی عبارتیں اگرچہ

مختلف ہوں لیکن معنی ایک ہے۔ اس بناء پرہم دیکھتے ہیں کہ بنک خریداری کی صورت میں حامل کو کوئی مال نہیں دیتا البتہ کیش کی ایک محدود مقدار ATM مشینوں سے لی جا سکتی ہے مگر حامل کوئی چیز بوجہ عیب واپس کردے تو تاجر اسے قیمت واپس نہیں کرتا تاکہ اس طریقے سے حامل بنک کے بغیر ہی نقد قرض حاصل نہ کرلے۔

۲- شریعت اسلامیہ میں قرض کا مقصد اِحسان و اِرفاق ہے جیسا کہ بہت سی نصوص قرآنیہ اور حدیث پاک میں آیا ہے لیکن بنکوں کے اس معاملہ میں اِحسان نام کی کوئی چیز نہیں بلکہ وہ توسراسر منافع یا سود کے لیے نت نئے منصوبے نکالتے ہیں کبھی تو کارڈ کی شروط تعسّف یعنی زیادتی کی حدّ تک پہنچ جاتی ہیں۔

۳- نصوص شرعیہ نے قرض پر اضافے کو حرام قرار دیا ہے جس سے یہ عقد فاسد ہو جاتاہے۔ جبکہ بنک پہلے دن بلکہ پہلے لمحے سے ہی نقد رقم پر سود لیتا ہے تاخیر ادائیگی پر جرمانے لاگو کرتا ہے اور یہ شرط منسوخ بھی نہیں کی جا سکتی اس لئے عقد فاسد کو شرعی اِقراض پر قیاس کرنا درست نہیں۔

۴- بنک کسی وقت بھی کارڈ یعنی قرض منسوخ کر سکتا ہے جبکہ عقد اِقراض کے صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ مقروض اُس سے فائدہ اٹھائے وگرنہ وہ قرض ہی شمار نہ ہو گا اس لئے کارڈ منسوخی کی یکطرفہ شرط خواہ کارڈ استعمال نہ بھی کیا ہو یہ شرعی قرض کی شروط کے منافی ہے ملاحظہ ہو: مغنی المحتاج (۳/۲۲۵)

۵۔ اگر کارڈ بنک بیلنس سے مربوط ہو تو قرض کا وجود ہی نہیں ہوتا اس لئے اِقراض کی جگہ وکالت کفالت یا انتقال مال پر قیاس زیادہ موزوں ہے۔

۶۔ بعض کارڈ معاہدوں میں آیا ہے کہ تاجر جب بل بنک کو بھیجتا ہے اگر بنک قبول کرلے تو وہ سامان بنک کے ذمّہ منتقل ہو جاتا ہے گویا بنک نے اسے خریدا اور حامل کو بیچ دیا اس طرح معاملہ میں فروخت اور قرض جمع ہو گئے جن سے شارع علیہ الصلاۃ و السلام نے منع فرمایا ہے(۴۸)

۷۔ غالبًا کارڈ خریداری کے لیے استعمال ہوتا ہے کیش کے لیے بہت کم اس لئے لفظ قرض کی بجائے لفظ دین اور عقد اِقراض کی بجائے عقد مداینت زیادہ قرین قیاس ہے۔

۸۔ بعض اسلامی بنکوں نے کریڈٹ کارڈ کے لیے بھی بنک بیلنس ضروری قرار دیا ہے اس طرح یہ وکالت مع اجرت بن جاتاہے اگر کبھی بیلنس نہ بھی ہو تو یہ بنک بطور قرض حسن محدود مدّت تک اس معاملہ کو نپٹاتے ہیں ان بنکوں کے نزدیک یہ معاملہ جملۃً وکالت بالاجر ہے نہ کہ اِقراض۔

اگرچہ اِقراض کو کارڈ کے معاملات میں بہت دخل حاصل ہے لیکن گزشتہ نکات کے باعث یہ تطبیق

بھی مکمل طور پر قابلِ قبول نہ رہی۔

دوسرا تعلق: جاری کنندہ اور تاجر کے مابین

کریڈٹ کارڈ کے شرکائے معاہدہ کا دوسرا تعلق کارڈ جاری کنندہ بنک اور تاجر کا ہے بنک حامل کارڈ کے علاوہ تاجروں سے بھی معاہدات کرتے ہیں کہ وہ ان کے کارڈز کو قبول کریں گے اور حاملین کارڈز کو بلا روک ٹوک خریداری کی اجازت ہوگی اس کے ساتھ ساتھ بنک تاجروں کے بلوں میں سے متعیّن شرح پر کٹوتی بھی کرتے ہیں فقہائے کرام نے اس کٹوتی کو مختلف نقطہ ہائے نظر سے دیکھا ہے بعض کے نزدیک یہ معاملہ قرض میں زیادتی بمعنی سود ہے بعض اسے اجرتِ وساطت کہتے ہیں بعض اسے اجر مقابل خدمت کہتے ہیں بعض کے نزدیک یہ تاجروں کی طرف سے قیمت میں رعایت ہے اور بعض اسے تجارتی دستاویزات کی کٹوتی کا نام دیتے ہیں آیئے ان آراء کا جائزہ لیتے ہیں۔

۱۔ پروفیسرڈاکٹر محمد العلی القری:

مرکز تحقیقات اقتصاد اسلامی کے ڈائریکٹر پروفیسرڈاکٹر محمد القری کی رائے میں جب تاجر خریداری بل بنک کو بھیجتا ہے تو وہ اس میں سے کٹوتی کرکے بقیہ رقم تاجر کو ادا کر دیتا ہے اس معاملہ میں اور تجارتی دستاویزات کی کٹوتی میں بڑی مشابہت ہے کیونکہ حامل کا دستخط شدہ بل گویا واجب ادائیگی ڈرافٹ ہے اس احتمال کو اس بات سے تقویت ملتی ہے کہ بعض بنک تاجر پر شرط لگاتے ہیں کہ اگر حامل نے بنک کو کسی وجہ سے ادائیگی نہ کی تو تاجر کو بھی ادائیگی نہ ہوگی۔(۴۹)

اس میں چند چیزیں قابل انتقاد ہیں:

۱۔ تجارتی دستاویزات سے مراد وہ اوراق ہیں جو قابل ادائیگی تو ہیں لیکن ان کا وقت نہیں آیا بنک ان کی پیشگی ادائیگی کرتا ہے اور اس پر کٹوتی کرتا ہے جبکہ تاجر کریڈٹ کارڈ کے بلوں کا فوری مستحق ہوتا ہے اس لئے یہ قیاس درست نہیں۔

۲۔ تجارتی دستاویزات کو قبول کرنا بنک پر لازمی نہیں جب کہ کارڈز کے بل قبول کرنا بنک کی ذمّہ داری ہے۔

۳۔ جب تاجر تجارتی دستاویزات کی رقم بنک سے وصول کرتے ہیں تو اس جلدی وصولی کا انہیں فائدہ پہنچتا ہے جبکہ کارڈز کے بلوں پر انہیں کٹوتی کروانا پڑتی ہے۔ اس بناء پر بنک اور تاجر کے تعلق کو تجارتی دستاویزات کی کٹوتی کے معاملہ پر قیاس کرنا درست نہیں۔

۲۔ پروفیسر ڈاکٹر رفیق یونس المصری:

جامعۃ الملک عبد العزیز کے پروفیسر ڈاکٹر رفیق یونس المصری کی رائے کے مطابق بنک کارڈ کے ذریعے تاجر کے لئے گاہک بھیجتا ہے اس پر اپنا کمیشن (سمسرہ) لیتا ہے جو کہ جائز ہے خواہ وہ

متعیّن مقدار میں ہو یا فیصدی لیا جائے(۵۰) یہی رائے بیت التمویل الکویتی کے عبد الستار قطّان کی ہے(۵۱) اسی رائے کی تائید جسٹس محمد تقی عثمانی کرتے ہیں(۵۲) ان کے دلائل یہ ہیں۔

الف۔ بنک کارڈ کے ذریعے تاجر کی بھی خدمت کرتے ہیں اور اس پر اجرت لیتے ہیں ۔

ب۔ بنک کی کٹوتی غالباً رائج شرح سود سے مختلف ہوتی ہے اس لئے یہ سود نہ ہوگی بلکہ اسے اجرت وساطت (سمسرہ) کہا جا سکتا ہے۔

اس رائے کے قوی ہونے کے باوجود اس میں چند چیزیں محلِ نظر ہیں:

الف۔جب ہم وسیط (سمسار یا ایجنٹ) کے کام کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ وہ سودا سلف بیچنے کے لیے بہت محنت کرتا ہے ان کا اعلان، اوصاف کا بیان اور گاہکوں کو قائل کرنا وغیرہ لیکن بنک کو تاجر کے سامان سے کوئی غرض نہیں سوائے اس کے کہ وہ مخصوص تاجروں کے نام اپنے ساتھ تعاون کرنے والوں کی فہرست میں درج کر لیتا ہے پس اس کا کام ایجنٹ کے کام سے بالکل مختلف ہے۔

ب۔ جب حامل کارڈ کی رقم بنک میں نہ ہو تو وہ اسے قرض دیتا ہے۔ جبکہ سمسار یا ایجنٹ ایسا نہیں کرتا بلکہ صرف وساطت کا کردار ادا کرتا ہے خواہ سودا ہو یا نہ ہو۔

ج۔ تاجر کے ساتھ براہ راست معاملہ تاجر کا بنک کرتا ہے وہ اسے کٹوتی کے بعد ادائیگی کرتا ہے گویا کہ وہ اس طرح کم ادا کرتا ہے اور بنک جاری کنندہ سے زیادہ وصول کرتا ہے اور یہی زیادتی سود ہے۔

د۔ سمسرہ یعنی وساطت عقد لازم نہیں جبکہ تاجر اور بنک کا معاہدہ ایک دوسرے کے لیے لازم ہے دونوں کو اس سے مفر نہیں۔(۵۳)

اس بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ سمسرہ (اجرت وساطت) کا معاملہ بنک و تاجر کے تعامل سے مختلف ہے اس لئے انہیں ایک دوسرے پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

۳۔ پروفیسر ڈاکٹر نزیہ کمال حماد: (۵۴)

الف: پہلی رائے:

ان کے نزدیک کارڈ جاری کرنے والے ادارے اپنے ممبران کو خریداری کی ترغیب دیتے ہیں۔ کیونکہ اگر یہ کارڈ نہ ہو تو بہت سے لوگ زیادہ خریداری ہی نہ کریں۔

خریداروں کی اس نفسیاتی کیفیت کو غربی تاجروں نے بھانپ کر بنکوں اور کارڈ جاری کرنے والے اداروں سے معاہدات کیے تاکہ وہ ان کارڈز کے ذریعے سے زیادہ سے زیادہ خریداری کے لیے لوگوں کو خصوصی رعائتیں دیں تو گویا یہ کارڈ کے ادارے ہیں جو گاہکوں کو ان تجارتی مراکز کی طرف

کھینچ لاتے ہیں۔ اس خدمت کی فراہمی پر اگر وہ تھوڑی سی رقم بطورِ اجرت عمل دیں تو یہ درست ہے۔(۵۵)

ایک اور رائے میں بھی یہ جائز اجرتِ عمل ہے۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ یہ اجرت عمل دو دفعہ اس معاملہ میں آئی ہے۔ ایک دفعہ تاجر کارڈ جاری کرنے والے کو کمیشن دیتا ہے دوسری دفعہ جاری کرنے والا تاجر کے بنک کو کمیشن دیتا ہے کیونکہ اس نے براہ راست ادائیگی کرنا ہوتی ہے۔ جو تقریباً ۲ فیصد ہوتا ہے۔ اس لیے اس معاملہ کو شرعی عقدِ اجرت عمل (بعالہ) پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔

جائزہ:

۱۔ شرعی عقدِ ''بعالہ'' دو شخصوں کے مابین منفرد طور پر طے پاتا ہے ان امور میں جہاں عمومیت پائی جاتی ہے۔ مثلاً اگر میرا گم شدہ اونٹ کوئی واپس لا دے تو اسے ۵۰۰ روپے ملیں گے۔ لیکن قرض خواہی کے معاملہ میں کریڈٹ کارڈ کا مسئلہ کئی عقود سے طے پاتا ہے۔ اس میں کفالت ، وکالت، انتقال قرض وغیرہ کے بہت سے عقود بیک وقت عمل میں آتے ہیں قرض مع منافع کی صورت میں سود بھی شامل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ بنک پہلے تاجر کو ادائیگی کرتا ہے پھر جاری کنندہ (بنک) سے وصول کرتا ہے۔ جس میں وقت لگتا ہے۔ اس پر مستزاد یہ بھی کہ تاجر کا بنک تاجر کو ۹۸ فیصد ادائیگی کرتا ہے جبکہ وہ اصل بنک (جاری کنندہ) سے ۱۰۰ فیصد وصول کرتا ہے جو بعد میں حامل کارڈ ادا کرتا ہے۔ اس لیے دونوں معاملات کو ایک دوسرے پر قیاس کرنا ممکن نظر نہیں آتا۔ اس لیے بھی کہ اجرت عمل (بعالہ) کا شرعی عقد دو شخصوں کے مابین طے پاتا ہے جبکہ کارڈ میں بہت سی اطراف شامل ہوتی ہیں۔

۲۔ شرعی عقد بعالہ ان عقود میں سے ہے جن کا پورا کرنا طرفین کے لیے واجب نہیں ہوتا۔ خصوصاً شروع کرنے سے پہلے ، لیکن کارڈز کے عقود میں پابندی ہے۔ یعنی بعالہ جائز عقود میں سے ہے جبکہ کریڈٹ کارڈ کا معاملہ عقود لازمہ میں سے ہے۔ اس لیے تاجر اس عقد سے رجوع نہیں کر سکتا کہ وہ کسی کارڈ کو عموماً قبول نہ کرے بلکہ وہ بنک کے ساتھ معاہدہ میں پابند ہوتا ہے۔

۳۔ تاجر سے لیا جانے والا کمیشن عقد بعالہ کی طرح نہیں ہے بلکہ یہ بنک کی طرف سے مفروض چیز ہے ۔ اگر تاجر کو دینے یا نہ دینے کا اختیار ہو تو وہ کبھی نہ دے۔ عقدِ بعالہ میں معاوضہ صاحب عمل اختیاری طور پر ادا کرتا ہے یہ اس پر فرض نہیں۔ یہ اجرت کام کرنے کے بعد دی جاتی ہے جبکہ بنک اپنا کمیشن پہلے کاٹ لیتا ہے پھر بنک کو ادائیگی کرتا ہے۔

ان ملاحظات کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ شرعی عقد بعالہ پر تاجر سے کمیشن کی کٹوتی کو

قیاس کرنا درست نہیں۔

ب: دوسری رائے:

بنک اور تاجر کے مابین ایک تعلق کو صلح قرض پر بھی محمول کیا گیا ہے۔(۵۶) اس سے مراد یہ ہے کہ تاجر کا قرض کارڈ جاری کنندہ بنک کے نام پر بنتا ہے۔ بنک اس کے ساتھ اصل رقم سے کچھ کم (۹۸ فیصد مثلاً) پر صلح کر لیتا ہے۔ اس طرز عمل کو بعض فقہائے حنفیہ نے بطور ''صلح الحطیطہ'' کم ادائیگی پر صلح کے ضمن میں لیا ہے۔

بعض معاصر علماء(۵۷) نے اس تعلق کی شرعی حیثیت کے تعین میں یہ اظہار خیال کیا ہے کہ تاجر جاری کنندہ کے ساتھ ایک صلح میں داخل ہوتا ہے وہ یہ کہ اپنے استحقاق سے کم رقم لینے پر وہ رضا مند ہو جاتا ہے۔

اس رائے کے حامل حضرات نے حنفیہ کے اقوال اور حدیث نبوی ﷺ سے استدلال کیا ہے۔

اقوال حنفیہ صاحب ''البدائع'' کہتے ہیں: اصل بات یہ ہے کہ جب صلح درہم و دینار میں سے کم وصول کرنے پر ہو جائے تو اس کا مطلب ہے کہ بعض حق وصول ہو گیا اور باقی سے برأت ہو گئی۔(۵۸)

امام زیلعی فرماتے ہیں۔ اگر کسی نے ہزار کے بدلے پانچ سو پر صلح کر لی یا دیر سے ادائیگی ہزار پر صلح کی تو جائز ہے۔(۵۹)

حدیث نبوی: امام بخاری نے عبداللہ بن کعب نے اپنے والدِ گرامی سے روایت کیا ہے کہ ابن ابی حدرد کا قرض مجھ پر تھا مسجد میں اس نے تقاضا کیا دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ سن کر تشریف لائے اور آواز دی۔ اے کعب! کہا: لبیک یا رسول اللہ! آپ نے اسے قرض کا کچھ حصہ چھوڑ دینے کا اشارہ کیا تو اس نے کہا: بہتر ہے یا رسول اللہ! تو فرمایا! کہ کھڑے ہو جاؤ اور اسے ادا کر دو'(۶۰)

ان اقوال و حدیث شریف سے قرض کا کچھ حصہ معاف کرنا ثابت ہوتا ہے۔

اس رائے کی وضاحت کے باوصف چند چیزیں قابل غور ہیں۔

۱۔ صلحِ قرض براہ راست طرفین کے مابین طے پاتی ہے جس میں طرفِ ثالث نہیں ہوتی۔ جبکہ تاجر کا بنک براہ راست طرف ثالث ہے جو نہ صرف اس معاملہ کو مختلف بنا دیتا ہے بلکہ اس میں سود کا شبہ بھی داخل کر دیتا ہے۔ کیونکہ تاجر کا بنک ۱۰۰ روپے کی جگہ ۹۸ روپے ادا کر کے گویا معکوس طریقے سے کمائی کر رہا ہے۔ جو کہ قرض کے معاملہ میں جائز نہیں۔

۲۔ صلحِ قرض کا شرعی معاملہ قرض ثابت ہونے کے بعد طے پاتا ہے جس کی ادئیگی کا وقت آ پہنچا ہو۔ لیکن یہاں جاری کنندہ بنک شروع سے ہی اس ڈسکاؤنٹ (رعایت) کی شرط لگا دیتا ہے حالانکہ حاملِ کارڈ نے خریداری بھی نہیں کی ہوتی۔ صرف کارڈ کا فارم بھرا ہوتا ہے یا کارڈ لیا ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جاری کنندہ یہ کہتا ہے کہ میں حامل کا قرض ادا کروں گا بشرطیکہ مجھے اس میں پیشگی رعایت دی جائے۔ اس لیے کفالت کے پردے میں اس معاملہ کو صلح قرض پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

۳۔ گزشتہ حدیثِ نبویؐ میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قرض میں تخفیف کا حکم اس لیے دیا کہ مقروض ادائیگی سے عاجز ہے لیکن بنک کا معاملہ اس سے مختلف ہے وہ تو اپنی تجارتی مہارت سے یہ فائدہ اٹھاتا ہے۔

۴۔ تخفیف صرف اصل مقروض کے لیے ہونی چاہیے جو کہ حامل کارڈ ہے نہ کہ بنک کے لیے جو کہ صرف واسطہ ہے۔

راقم کی رائے:

ہمارے خیال میں اگر یہ کٹوتی صرف ڈیبیٹ کارڈ کی صورت میں ہو تو اسے سروس چارجز کے طور پر قبول کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس معاملہ میں قرض داخل نہیں ہوتا۔ جبکہ کریڈٹ کارڈ کی صورت میں یہ نفع بخش قرض ہو گا جو کہ جائز نہیں ہے۔ اس صورت میں یہ کمیشن لینا بھی جائز نہیں ہو گا۔

ڈیبٹ کارڈ میں اس کمیشن کے جائز ہونے کی صورت میں بھی یہ ایک مخصوص رقم ہونی چاہیے، فیصدی کمیشن لینے میں بھی ''ربا'' کا شبہ برقرار رہتا ہے۔

۴۔ شیخ جواھری:

کریڈٹ کارڈ کے بارے ایران کے مجمع فقہ آل البیت کے نمائندگان نے بھی اپنی آراء کا اظہار کیا ہے ان میں سے پہلے ہم شیخ حسن الجواھری کی رائے ملاحظہ کرتے ہیں ان کے مطابق بنک اور تاجر کے مابین عقد خرید و فروخت (بیع) کو فرض کیا جاسکتا ہے کہ بنک کم قیمت پر تاجر سے خرید کر زیادہ قیمت پر حامل کارڈ کو فروخت کرتا ہے گویا کہ بنک اصلی خریدار ہے کیونکہ:(۶۱)

الف۔ تاجر حامل کارڈ کو نہ پہچانتا ہے نہ ہی قرض دینے پر تیار خصوصاً دوسرے ممالک میں

ب۔ قیمت سامان تاجر کو بنک ادا کرتا ہے نہ کہ حامل کارڈ۔

ج۔ کسی وجہ سے اگر تاجر بنک سے قیمت وصول نہ کرسکے تو وہ حامل کارڈ تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔

اس بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ اصلی خریدار بنک ہے نہ کہ حامل کارڈ گویا کہ کارڈ بنک اور تاجر

کے مابین کم قیمت پر خریدار کا عقد کیا جاتا ہے اور بنک اور حامل کے مابین زیادہ قیمت یعنی منافع کے ساتھ فروخت کا اتفاق کیا جاتا ہے اس تطبیق کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اگر حامل کارڈ کسی عیب کی وجہ سے سامان خرید واپس کر دے تو اسے قیمت سامان واپس نہ ہو گی بلکہ بنک کو۔ اگر حامل کارڈ ہی اصلی خریدار ہوتا تو یہ قیمت واپس کرنا اس کا حق ہوتا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ:

الف۔ اس تطبیق میں تکلف واقع ہے کیونکہ حامل کارڈ ہی خرید کرتا ہے بنک کو اسوقت علم ہوتا ہے جب بل اس تک پہنچے خصوصاً جبکہ خرید بیرون ملک ہو پس بنک و تاجر کا مفروضی عقد بیع قابل تسلیم نہیں۔

ب۔ اگر یہ کہا جائے کہ کارڈ کے استعمال کا معاملہ عقد مرابحت کے مشابہ ہے تو بھی صحیح نہیں کیونکہ اس میں خریدار بنک کو کسی چیز کی خرید کی درخواست دیتا ہے یہاں ایسا نہیں بلکہ وہ خود خریدتا ہے۔

ج۔ کارڈ کے معاہدات میں کبھی ذکر نہیں آیا کہ حامل کارڈ بنک کی طرف سے نیابت کرتے ہوئے خریدتا ہے پھر بنک سے خود خرید تا ہے اگر فرض کریں کہ بنک پہلے خریدتا ہے تو یہ بھی منع ہے کہ وہ چیز نہ بیچو جو تمھارے پاس نہ ہو (الحدیث)(٦٢)

د۔ اس معاہدہ کے اثرات بنک کے حق میں ظاہر نہیں ہوتے مثلاً یہ کہ سامان بنک کی ملکیت میں بھی داخل ہو اوراس پر بنک کا قبضہ بھی ہو جبکہ ایسا نہیں ہوتا۔ یہ کہنا کہ تاجر کارڈ کو نہیں پہچانتا بھی محل کلام ہے کیونکہ کارڈ ہی تو اس کی پہچان ہے۔ ہو سکتا ہے وہ کارڈ کے بغیر اسے ادھار نہ دے لیکن کارڈ دیکھ کر وہ اس پر راضی ہوتا ہے۔

ھ۔ بنک کا ادائیگی نہ کرنا کفالت بالمال ہے نہ کہ خریداری (بیع)، اگر حامل کارڈ کا بیلنس بھی ہو تو یہ وکالت ہے۔

ل۔ بنک کی عدم ادائیگی کی صورت میں تاجر کو حامل تک رسائی کے لیے بعض قوانین اجازت دیتے ہیں خصوصاً شریعت اسلامیہ میں کفیل اور مکفول دونوں سے مطالبہ جائز ہے۔

م۔ سامان میں عیب کے باعث واپسی ہو تو تاجر اسے قیمت واپس نہیں کرتا تاکہ بنک کے بغیر وہ رقم حامل استعمال نہ کر سکے کیونکہ بنک کیش پر منافع لیتا ہے۔

ان ملاحظات کے باعث ہمارے لئے مذکورہ تطبیق کو مکمل طور پر قبول کرنا ممکن نہیں۔

۵۔ شیخ تسخیری:

ایک اور رائے مجمع مذکور کے شیخ محمد علی التسخیری نے دی ہے ان کے مطابق کارڈ کے معاملہ

کو شرعی عقد حوالہ یعنی انتقال دین پر قیاس کیا جا سکتا ہے شیخ علی عندلیب کے ہاں بھی یہی اس کی صحیح توجیہ ہے(۶۳) یہی رائے رئیس مجمع فقہ آل البیت سعادۃ الشیخ محمد المؤمن القمی کی بھی ہے۔(۶۴)

اگرچہ یہ بڑی قابل قدر اور مضبوط رائے ہے کیونکہ حامل کارڈ اپنا ادھار تاجر کے حق میں بنک کی طرف منتقل کر دیتا ہے لیکن شرعی حوالہ کی کچھ شروط ہیں جو اس تعلّق میں موجود نہیں لہٰذا ہم مکمل طور پر اس عقد کو بھی کارڈ کے معاملات پر منطبق کرنے سے قاصر ہیں اس کے اسباب درج ذیل ہیں۔

۱۔ شوافع کے نزدیک ارکان حوالہ ۶ ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ قرض منتقل کرنے والے (محیل) کا قبول کرنے والے (بنک) کے ذمّہ قرض ہو(۶۵) جبکہ کریڈٹ کارڈ میں حامل کا بنک پر قرض نہیں ہوتا بلکہ معاملہ برعکس ہے۔

۲۔ امام ابن قدامۃ نے اس پر علماء کا اجماع ذکر کیا ہے(۶۶) کہ حوالہ عقد اِرفاق واِحسان ہے گویا اس پر اجر لینا جائز نہیں لیکن بنک ہر معاملہ پر کٹوتی کرتا ہے اِحسان کا اس میں کوئی وجود نہیں۔

۳۔ فقہائے حنابلۃ اور مالکیۃ(۶۷) نے دونوں قرضوں کی جنس، صفت اور وقت میں برابری کو حوالہ کے صحیح ہونے کی شرط قرار دیا ہے۔ یعنی کرنسی کا ایک ہونا ایک مقدار کا ہونا اور فوری ادائیگی اگر ایک ماہ تاخیر کی شرط ہو تو حوالہ درست نہیں لیکن بنک کیش لینے پر چارجز لگاتا ہے بیرون ملک ادائیگی ہو تو کرنسی کی جنس مختلف ہوتی ہے اور ایک ماہ خریداری پر اور کھلا وقت کیش پر مع منافع کے بنک کی طرف سے ادائیگی کی اجازت ہے یہ سب چیزیں حوالہ کے منافی ہیں۔

اگرچہ کریڈٹ کارڈ کے معاملات میں انتقال دین کے وجود کی نفی نہیں کی جا سکتی لیکن حوالہ کی شرعی شروط کے پیش نظر کامل صورت میں اس کا انطباق شرعی حوالہ پر مشکل ہے چند اور شرعی آراء ملاحظہ ہوں۔

۷۔ متفرق آراء:

بحرین کے دارالحکومت منامۃ میں ستمبر ۱۹۹۸ء میں سعودی عرب کے نیشنل کمرشل بنک نے کریڈٹ کارڈ کے بارے ایک سیمینار بعنوان ”ندوۃ فقہ بطاقۃ الإئتمان“ منعقد کروایا جس میں فقہائے اسلام نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ان آراء کے نتائج بھی اس نقطہ پر پہنچے کہ کارڈ پر ابھی مزید بحث وتحقیق کی ضرورت ہے۔ تاہم شرکاء کی آراء کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

۱۔ **ڈاکٹر احمد عبداللہ:** (سیکرٹری جنرل مجلس اعلیٰ فنانس سوڈان) ان کی رائے میں بنک اور حامل کے مابین کریڈٹ کارڈ کی صورت میں اِقراض کا تعلق ہے کارڈ کی فیس بطور خرید و فروخت ہے یعنی حامل کارڈ خریدتا ہے۔ ادائیگی کی صورت میں بنک ضمانت و وکالت کا کردار ادا کرتا ہے۔(۶۸)

ان آراء کا جائزہ گزشتہ صفحات میں پیش کیا جا چکا ہے۔
۲۔ ڈاکٹر عبداللہ بن عبد العزیز المصلح: (ممبر شرعی کمیٹی نیشنل کمرشل بنک جدۃ) کریڈٹ کارڈ ز کے بارے انہوں نے دوسرے فقہائے کرام کی فقہی تخریجات کو ذکر کیا ہے ان میں اِقراض انتقال قرض ضمانت وساطت وغیرہ ہیں۔(۶۹) ان کا تفصیلی خاکہ بھی گزر چکا ہے۔
۳۔ استاذ عمر و حمزہ (کریڈٹ کارڈز سنٹر نیشنل کمرشل بنک جدۃ سعودی عرب)

انہوں نے پیشہ ورانہ رائے دیتے ہوئے کہا ہے کہ کریڈٹ کارڈز بنک کی سہولتوں میں سے ایک سہولت ہے اور بنک اور حامل کا تعلق محض تجارتی ہے دونوں میں عقد اذعان Adhesion موجود ہوتا ہے اس سے مراد حامل کی غیر مشروط قبولیت ہے۔(۷۰)

یہ رائے کارڈ کے معاملہ کی واقعیت کو بیان کرتی ہے جبکہ مطلوب تھا کہ اس کی شرعی حیثیت کا تعین کیا جائے جیسے کہ دوسرے علماء نے ذکر کیا ہے۔
۴۔ الشیخ عبد اللہ بن المنیع: (ممبر علماء سپریم کونسل مکۃ المکرّمۃ)

انہوں نے بھی کارڈ میں انتقال دین کو تسلیم کیا ہے لیکن بنک اور حامل کے تعلّق کو کفالت بالمال پر محمول کیا ہے اور یہ کہ اس پر اجرت لینا بھی جائز ہے(۷۱) یہی رائے ڈاکٹر ابو غدہ کی بھی ہے (۷۲) ان دونوں آراء پر تبصرہ بھی گزر چکا ہے۔
۵- پروفیسر صدیق الضریر: جامعۃ خرطوم - سوڈان :

ان کے مطابق ڈیبٹ کارڈز کا معاملہ شرعی عقد حوالہ (انتقال دین) پر قیاس کیا جا سکتا ہے لیکن ان کریڈٹ کارڈ ز میں سودی معاملہ اس کی حرمت کے لیے کافی ہے اسکا بدل انہوں نے کارڈ برائے قسط وار خریداری (Installment card) قرار دیا ہے جس کی صورت یہ ہے کہ اسلامی بنک اپنے مابین معاہدات کریں اور اپنے تجارتی مراکز قائم کریں جن سے خریداری اور قرض بلاسود جاری ہو۔(۷۳)

یہ بڑی اچھی رائے اور خواہش ہے لیکن عملی طور پر اس کے نفاذ کے لیے وقت اور بہت سے امکانات مطلوب ہیں جن کے لیے امّت اسلامیہ کو بہت بڑے اقدامات کرنا ہوں گے کیونکہ ٹوکیو سے میکسیکو تک یا جہاں تک کوئی مسافر جاسکتا ہے ، ہمیں بنک اور تجارتی مراکز قائم کرنا ہوں گے۔
۶- پروفیسر ڈاکٹر محمد علی القری :۔ اسلامک اکنامکس ریسرچ سنٹر ، جامعۃ ملک عبد العزیز، جدّۃ

ان کی رائے بھی گزشتہ سے پیوستہ ہے ان کے نزدیک موجودہ کریڈٹ کارڈز کو کفالت مع اجرت پر محمول کیا جا سکتا ہے لیکن یہ اجرت غیر شرعی ہے اس لئے کریڈٹ کارڈ کا بدل ہونا چاہیے جس کی تجویز یہ ہے کہ شرعی عقد مرابحت یعنی فروخت مع منافع کی بنیاد پر نیا کارڈ جاری کیا جائے جو

صرف خریداری کے لیے استعمال ہو اسمیں حامل گویا بنک کی طرف سے خریداری کرے پھر بنک سے منافع پر وہ سامان خرید لے اور عقد کے دونوں اطراف کا ایک شخص میں ہونا شرعاً جائز ہے جیسا کہ باپ اپنے چھوٹے بچّے کے مال کو ولی کی حیثیت میں بیچ سکتا ہے اور خود ہی وہ چیز خرید بھی سکتا ہے اور یہ وکالت متصور ہو گی۔(۷۴)

یہ بھی بڑی قوی رائے ہے لیکن اسے عملی جامہ پہنانے میں وقت اور ٹھوس حکمت عملی کی ضرورت ہے تا کہ عالمی کمپنیوں (ویزا، ڈائنرز وغیرہ) سے مقابلہ میں اسے بطور اسلامی کارڈ پیش کیا جا سکے۔ جبکہ موجودہ صورتحال یہ ہے کہ مسلمان عام کریڈٹ کارڈز استعمال کر رہے ہیں اور اس بارے انہیں شرعی راہنمائی کی ضرورت ہے ۔جس ادارے نے یہ شرعی رائے دینے میں بڑا وقیع کردار ادا کیا وہ ہے:

۷۔ مجمع الفقه الاسلامی جدّة:

اس ادارے میں دنیا بھر کے جید علمائے کرام اور فنی ماہرین اپنی آراء کا اظہار کرتے ہیں۔ مجمع کے ممبران میں سے ڈاکٹر رفیق المصری، ڈاکٹر صدیق الضریر، ڈاکٹر ابو غدّة، ڈاکٹر محمدعلی القری کی آراء کا جائزہ ہم لے چکے ہیں ان کے علاوہ ڈاکٹر وھبہ الزحیلی نے بھی کارڈز کے معاملہ کو انتقال دین (حوالہ) پر قیاس کو جائز قرار دیا تھا یا وکالت مع اجرت(۷۵) اسکا تفصیلی جائزہ بھی گزر چکا ہے کارڈز کے بارے مجمع الفقه کے آخری اجتماع واقع ستمبر۲۰۰۰ء میں ڈاکٹر ابو غدّة کے مقالہ میں کارڈ کے معاملہ کو حتمی طور پر استعمال کارڈ سے پہلے کفالت اور بعد از استعمال (حوالہ) تسلیم کیا گیا اس کے علاوہ ڈاکٹر نزیہ کمال حمّاد نے اپنے مقالہ میں اسے کفالت بالمال قرار دیا ۔

کفالت کی رائے پر تحلیلی جائزہ گزر چکا ہے البتہ مجمع نے جو قرار داد یں پاس کیں ان کا خلاصہ یہ ہے۔(۷۶)

(۱) سود کی شرط کے ساتھ کریڈٹ کارڈز کا اجراء و استعمال درست نہیں۔

(۲) اَ۔ بیلنس والے ڈیبٹ یا چارج کارڈ کی بنک خدمات کامعاوضہ لینا درست ہے۔

ب۔ بنک کا تاجرسے کمیشن لینا جائز ہے جبکہ وہ گاہک کو زیادہ قیمت نہ لگائے۔

(۳) کیش لینا بنک کا قرض ہے اس پر اضافہ سود ہے۔

(۴) کریڈٹ کارڈ سے سونا و چاندی خریدنا جائز نہیں اسی طرح کریڈٹ کارڈ کے ساتھ کرنسی خریدنا بھی جائز نہیں۔

اس ادارہ کی رائے میں سود کی شرط کے ساتھ کارڈکا اجراء و استعمال جائز نہیں جبکہ تمام کریڈٹ کارڈز میں عموماً سود کی شرط موجود ہے خصوصاً مغربی ممالک میں۔ تاجر سے بنک کا کمیشن بھی

محلِ نظر ہے کیونکہ تاجر کا بنک اگر لندن میں ہو تو وہ طرف ثالث ہے اگر اسے تاجر کی طرف سے قیمت میں کمی پر صلح کا نام دیا جائے تو ادارہ ہذا کی رائے میں یہ صلح تب جائز ہے جب شروع سے ہی اس پر اتفاق نہ ہو اور اگر طرف ثالث آجائے تو یہ جائز نہیں کیونکہ تب یہ تجارتی دستاویزات کی کٹوتی کے حکم میں آجاتا ہے جو کہ جائز نہیں۔ کارڈز کے معاہدہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ بنک تاجروں سے اس کٹوتی پر شروع سے ہی متفق ہوتا ہے۔ تب اس کے جواز کا قول درست نہ ہو گا۔ قرار داد کے مطابق بغیر بیلنس کے کریڈٹ کارڈ سے سونا چاندی خریدنا جائز نہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ بیلنس والے یعنی ڈیبٹ کارڈ سے سونا چاندی خریدنا جائز ہے جبکہ فوری قبض قیمت تو وہاں بھی نہیں۔

جہاں تک سونا چاندی کی خریداری کی ممانعت کا قول ہے تو اس سلسلہ میں باہمی تقابض کی ضرورت کی بناء اسے ناجائز کہا گیا ہے یعنی سونا چاندی تو خریدار لے لیتا ہے لیکن قیمت فوری ادا نہیں ہوتی جبکہ نقدین یعنی سونا و چاندی میں یہ قبض باہمی ضروری ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے تو گزارش ہے کہ بعض فقہائے حنفیہ (۷۷) نے حکمی قبض کو جائز قرار دیا ہے یہاں بھی حامل کارڈ کے بل پر دستخط گویا قیمت کا حکمی قبض ہے جسے مجمع فقہ الاسلامی نے بھی اپنی قرارداد نمبر (۶/۴/۵۳)(۷۸) میں جائز قرار دیا تھا۔

اس بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ اگر کارڈز کے دیگر معاملات میں جواز کی صورت بنتی ہو تو ان سے سونا و چاندی خریدنا بھی جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔

۸۔ جامعۃ الامارات العربیۃ:

مئی ۲۰۰۳ء میں جامعۃ الامارات العربیۃ نے الیکٹرونک بنکاری کے بارے دبئی میں ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد کی جس میں الازہر یونیورسٹی کی نمائندگی ڈاکٹر محمد عبد الحلیم عمر نے کی جبکہ مجمع البحوث الاسلامیہ الأزھر کی طرف سے ڈاکٹر محمد رأفت عثمان شریک ہوئے۔ جامعۃ خرطوم سے ڈاکٹر صدیق الضریر شریک ہوئے۔ تیونس کے سابق مفتی اور اسلامی ترقیاتی بنک جدّۃ کے شرعی نگران شیخ محمد مختار السلامی کی رائے میں وہ مجمع فقہ اسلامی جدّۃ کی کریڈٹ کارڈ کے بارے قرار داد سے توقف کرتے ہیں(۷۹) اسی طرح ڈاکٹر محمد عبد الحلیم عمر کی رائے میں یہ جامع و شامل فیصلہ نہیں سمجھا جا سکتا۔(۸۰)

ان فقہاء نے اپنی گزشتہ آراء کی مزید وضاحت کی اور نتائج کے طور پر جو قرارداد کریڈٹ کارڈ کے بارے جاری ہوئی اسکا خلاصہ درج ذیل ہے۔

۱۔ بنک بیلنس والے Debit Card کا استعمال جائز ہے۔

۲- وہ چارج کارڈ جس میں تاخیر ادائیگی پر جرمانہ کی شرط ہو وہ بھی جائز نہیں۔
۳- کریڈٹ کارڈ جو سودی قرض پر مشتمل ہے وہ بھی جائز نہیں۔
۴- اس بات کی سفارش کی جاتی ہے کہ ایسی قانون سازی کی جائے جو ان کارڈوں کے استعمال کو منظم بنائے اور اس کے غیر قانونی استعمال کو روکے۔

راقم نے اس کانفرنس میں شرکت سے فقہائے اسلام کی آراء و مباحثات سے استفادہ کیا اور حسن اتفاق سے اپنے مقالہ ڈاکٹریٹ بعنوان کریڈٹ کارڈز اور ان آراء میں خوشگوار تطابق پایا۔

۹۔ راقم کی رائے:

گزشتہ آراء سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر کارڈز کے معاملہ کو کسی ایک شرعی عقد پر منطبق کیا جائے تو اس کے بعض پہلو تشنہ رہ جاتے ہیں اپنی مجموعی صورتحال میں کارڈز کا معاملہ نہ تو کفالت سے خالی ہے نہ وکالت سے نہ اِقراض سے اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ۔

۱- کارڈ جاری کرتے وقت اسے کفالت کا نام دیا جا سکتا ہے جبکہ اصل قرض اور وکالت کا وجود نہیں ہوتا۔

۲- اگر بیلنس موجود ہو تو بنک اور حامل کا معاملہ وکالت شمار ہو سکتا ہے اگر بنک میں رقم موجود نہ ہو تو اسے قرض سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ ایک اور عقد سے بھی یہ معاملہ خالی نہیں اور وہ ہے حوالہ یعنی انتقال دین، کیونکہ حامل تاجر کا اپنے ذمہ دین بنک کی طرف منتقل کرتا ہے۔

ان ملاحظات کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ کارڈز کا عقد مختلف عقود سے مرکب ہے جن کی اپنی حیثیت مستقل ہے بشرطیکہ شروط فاسدة میں سے کوئی شرط نہ ہو اس کے لیے ہم بطور شرعی سند چند چیزیں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

۱- مالکیۃ کا قول ہے: **إنّ الا جارة مع البيع ليست فاسدة** (۸۱)

۲- کہا گیا ہے کہ مضاربت اصل میں تین عقود ہیں:

أ- مضارب کو مال دیتے وقت یہ عقد ودیعت کے مشابہ ہے

ب- اسے تصرّف کا اختیار دیتے وقت یہ وکالت ہے

ج- تقسیم منافع کے وقت یہ مشارکت ہے۔(۸۲)

جمع عقود کے وقت دو چیزوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے(۸۳)

أ- ان عقود کے اجتماع سے ایسا عقد سامنے نہ آئے جس سے شریعت نے منع کیا ہے جیسا کہ فروخت اور قرض کا بروقت ہونا۔

ب- دو یا زیادہ عقود ایک دوسرے کے منافی نہ ہوں جس سے ان کے احکام میں باہمی تضاد پیدا ہو

جائے اور نتیجہ جہالت اور غرر یا ربا کا وجود سامنے آئے۔ واللہ اعلم۔

فقہائے کرام نے اپنی عظیم فقہی آراء سے حاملِ کارڈ اور تاجر کے تعلّق کو بھی جانچا ہے۔ آئندہ سطور میں ان کا جائزہ بھی پیش خدمت ہے۔

تیسرا تعلق: تاجر اور حامل کارڈ کے مابین

ا: ڈاکٹر عبدالوھاب ابو سلیمان:

الف: پہلی رائے:(۸۴)

ان کا خیال ہے کہ تاجر اور حامل کارڈ کے مابین جو تعلق ہے وہ عقد خریداری ہے جس میں تاجر کی حیثیت فروخت کنندہ کی اور حامل کارڈ کی حیثیت خریدار کی ہے۔ کارڈ دکھانے پر تاجر چیز فروخت کرتا ہے جس کی ملکیت حامل کارڈ کو منتقل ہو جاتی ہے اور تاجر اس کی قیمت کا حق دار ہو جاتا ہے۔ جو رسید پر دستخط کی صورت میں حامل کارڈ تاجر کے حوالے کرتا ہے ۔ اس لیے یہ عقد خرید و فروخت (بیع) کی شروط و احکام کے تحت آتا ہے۔ اگرچہ یہ ایک مضبوط رائے ہے لیکن اس پر چند ملاحظات وارد ہوتے ہیں۔

تنقیدی جائزہ:

۱۔ اس میں شک نہیں کہ بظاہر خریداری حامل کارڈ اور تاجر کے مابین طے پاتی ہے لیکن حقیقت میں یہ عقد کارڈ جاری کرنے والے بنک اور تاجر کے مابین طے پاتا ہے کیونکہ عقد بیع کے ارکان میں سے ایک رکن عوض ہے اور وہ خریدی ہوئی چیز کی قیمت ہے جو حامل کارڈ ادا نہیں کرتا بلکہ اس کے بدلے میں بنک ادا کرتا ہے۔ اس لیے یہ تعلق خریداری بنک اور تاجر کے مابین ہوتا ہے نہ کہ حامل کارڈ اور تاجر کے مابین۔

۲۔ حامل کارڈ تاجر سے چیزیں خریدنے کے لیے اسے اپنا کارڈ دکھاتا ہے گویا کہ بنک کارڈ کے ذریعے تاجر سے یہ کہتا ہے کہ اس کارڈ کی ضمانت پر تم اشیاء مہیا کرو۔ گویا کہ یہ تعلق شرعی ضمانت ہے۔

۳۔ اگر بنک کسی سبب کی وجہ سے چیزوں کی قیمت ادا نہ کرے تو تاجر حامل کارڈ کی طرف رجوع نہیں کر سکتا خاص طور پر جبکہ خریداری بیرون ملک ہو۔ اگر تاجر اور حامل کارڈ کے مابین تعلق خریداری ہو تو تاجر کو حامل کارڈ سے رقم وصول کرنے کا حق ہونا چاہیے۔

۴۔ اگر حامل کارڈ کسی عیب کی وجہ سے خریدی ہوئی چیز واپس کرے تو تاجر اسے قیمت نہیں لوٹاتا بلکہ یہ قیمت بنک کو لوٹائی جاتی ہے ۔ اگر حامل کارڈ حقیقت میں خریدار ہوتا تو یہ قیمت واپس لینا اس کا حق ہے جبکہ ایسا نہیں ہوتا۔

۵۔ حامل کارڈ تاجر سے خریداری بطور ادھار کرتا ہے کیونکہ وہ نقد قیمت ادا نہیں کرتا پھر اس قرض کو وہ بنک کی طرف لوٹا دیتا ہے۔ اس طرز عمل کو شرعی طور پر حوالہ (عقد انتقال قرض) کہتے ہیں اور یہ ایک مستقل عقد ہے۔

ان ملاحظات کی بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ عقد خریداری کے وجود کا اگرچہ انکارنہیں کیا جا سکتا لیکن مکمل طور پر اسی تعلق کو ہی اس معاملے کا خاصہ نہیں سمجھا جا سکتا بلکہ اس میں اورعقود کو بھی دخل حاصل ہے۔

ب۔ دوسری رائے:(۸۵)

تاجر حاملِ کارڈ کو مختلف خدمات فراہم کرتا ہے۔ مثلاً کاروں، جہازوں ہوٹلوں کی بکنگ وغیرہ۔ یہ معاملہ ان کے مابین اجرت کے مقابل طے پاتا ہے جسے ہم عقد اجارہ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ حامل کارڈ اپنا کارڈ ہوٹل، کار رینٹ وغیرہ کے لیے پیش کرتا ہے تاجر اس کی معلومات کی تحقیق کر کے مطمئن ہوجائے تو اجارہ کے احکام و شروط کے مطابق تاجر (موجر) خدمت پہنچانے اور اجرت لینے کا حق دار ہے جبکہ حامل کارڈ (مستاجر) کے طور پر اجرت دینے کا پابند ہے۔ اس رائے کے مطابق حامل کارڈ اور تاجر کے باہمی تعلق کو عقدِ خریداری (بیع) یا عقد اجارہ پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔

جائزہ:

اس تطبیق پر بھی کچھ انتقادات وارد ہوتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

۱۔ حقیقت میں طالبِ عمل (مستاجر) بنک ہے جس نے کارڈ جاری کیا کیونکہ (موجر) خدمت فراہم کرنے والے حاملِ کارڈ کو ذاتی طور پرنہیں جانتا لیکن کارڈ کو قبول کرتا ہے تو یہ تعلق بطور ضمانت بنک ثابت ہو گا نہ کہ اجارہ۔

پہلے قول کو جو امر تقویت دیتا ہے وہ یہ ہے کہ بنک ہی (خدمت) یا چیز کا معاوضہ ادا کرتا ہے نہ کہ حاملِ کارڈ۔ اگر یہ تعلق اجارہ پرمحمول کیا جائے تو اس کی شروط کے مطابق حامل کارڈ کو ہی فوراً اجرت دینا پڑتی ہے جبکہ ایسا عملاً نہیں ہوتا۔

۳۔ اگر بنک کسی وجہ سے ادائیگی نہ کرے تو تاجر حامل کارڈ سے وہ رقم عموماً نہیں لے سکتا، بلکہ وہ عالمی ادارے ویزا وغیرہ کی طرف رجوع کرتا ہے خصوصاً جب حامل کارڈ مسافر ہو اور وہ اس مقام سے جا چکا ہو۔

۴۔ اگر خدمت ناقص ہو اور حاملِ کارڈ اس سے راضی نہ ہو اور وہ اپنی قیمت واپس لینا چاہے تو تاجر معاہدہ بنک کے مطابق وہ قیمت حامل کو واپس نہیں کرے گا اجارہ کی حالت میں ایسا کرنا ضروری تھا۔

۵۔ اجارہ کی شروط میں سے یہ ہے کہ (متاجر) اجرت پر دی گئی چیز خدمت لینے والے کے سامنے ہو جبکہ بہت سے کارڈز کے ساتھ بین الاقوامی سطح پر ہوٹل، کاریں وغیرہ بک کی جاتی ہیں اور عین ممکن ہے کہ وہ اپنی بیان کردہ حالت کے مطابق نہ ہوں۔ اس لیے اجارہ کی ساری شروط اس عقد پر منطبق نہیں ہوتیں۔

۳۔ ڈاکٹر محمد العلی القری:

ان کے مطابق کارڈ کے نظام کا مطالعہ و مشاہدہ کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ حامل کارڈ کے اس معاملہ کو بنک ایک قرض کی حیثیت سے شمار کرتا ہے خصوصاً جب بنک بیلنس نہ ہو۔ کارڈ استعمال کرنے سے یہ قرض حامل کارڈ کے ذمے ثابت ہو جاتا ہے جسے وہ خریداری کے بعد بنک کی طرف لوٹا دیتا ہے۔ شریعت میں قرضے کو کسی دوسرے کے ذمے ڈال دینا حوالہ (عقد انتقال قرض) کہلاتا ہے۔ اس لیے اس تعلق کو حوالہ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔(۸۶)

حنفی علماء کے نزدیک مقروض کا قرضہ اس بندے پر ہونا ضروری نہیں ہے جس کی طرف وہ قرض لوٹا رہا ہے اور وہ بنک ہے۔ طرفین میں رضا مندی ضروری ہے اور وہ موجود ہے اس لیے یہ عقد حوالہ ہے۔(۸۷)

ایک اور رائے کے مطابق انتقال رقم کے معاملات بنکوں کا روز مرہ کا معمول ہے جو کہ اجرت کے بدلے میں کیا جاتا ہے۔ اگر ہم کارڈ کے اس تعلق کو بھی حوالہ تصور کریں تو ممکن ہے۔(۸۸)

بہت سے علماء کی یہ رائے ہے کہ کارڈ کے معاملہ کو حوالہ تصور کیا سکتا ہے اور یہ تطبیق کفالت اور وکالت مع اجرت سے زیادہ صحیح ترین ہے۔(۸۹)

ایران کے مجمع فقہ اہل بیت کے اکثر ممبران نے بھی اسی تطبیق کو پسند کیا ہے کیونکہ جب حامل کارڈ تاجر سے کوئی چیز خریدتا ہے اور رسید پر دستخط کر دیتا ہے تاکہ خریداری کی تصدیق ہو تو گویا وہ تاجر کو بنک کی طرف لوٹا دیتا ہے تاکہ وہ اپنا قرض وہاں سے وصول کر لے۔(۹۰)

بحرین میں منعقدہ ندوہ فقہ بطاقۃ الائتمان میں تین شرکت کنندگان نے یہ رائے دی ہے کہ حامل کارڈ اور تاجر کا تعلق عقد حوالہ شمار ہو سکتا ہے ان حضرات میں ڈاکٹر صدیق الضریر، ڈاکٹر عبدالستار ابو غدہ اور شیخ عبداللہ ابن سلیمان المنیع شامل ہیں۔(۹۱)

راقم کی رائے:

یہ تطبیق فقہی اور عملی طور پر قابل قبول ہے لیکن اس پر ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ اگر کارڈ کے ساتھ معاملہ بیرون ملک پیش آیا ہے تو قرضے اور اس کے بدل میں مساوات ضروری ہے اس کا

مطلب یہ ہے کہ عقد حوالہ میں دونوں حقوق کا ہم جنس ہونا ضروری ہے یعنی سونے کے بدلے سونا اور چاندی کے بدلے چاندی کیونکہ ان چیزوں کا ہاتھوں ہاتھ لینا ضروری ہے۔ جب حامل کارڈ بیرون ملک خریداری کر کے رسید پر دستخط کرتا ہے تو وہ ادائیگی مثلاً ڈالر میں ہوتی ہے لیکن بنک جو ادائیگی کرتا ہے وہ کارڈ جاری کرنے والے ملک میں اس کی اپنی کرنسی میں ہوتی ہے۔ اس طرح دونوں حقوق کی جنس میں فرق آ جاتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ کرنسی ایکسچینج میں فوری طور پر تبادلہ بھی ضروری ہوتا ہے۔

ہمارے خیال میں اگرچہ عقد حوالہ کو کارڈ کے معاملات سے بالکل خارج نہیں کیا جا سکتا لیکن اس معاملہ میں اور بہت سے عقود کو بھی دخل حاصل ہے جن میں کفالت وکالت مع اجرت اور قرض کی فراہمی وغیرہ کے عقود شامل ہیں۔

خلاصہ کلام: کریڈٹ کارڈز کا شرعی حکم:

اگر کریڈٹ کارڈ کے معاملہ کو بنظر غائر دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ قرض دینے کا معاملہ ہے۔ بنک حامل کارڈ کو ایک خوبصورت انداز میں قرضہ دینے کی پیشکش کرتا ہے جبکہ چارج کارڈ کی صورت میں یہ کم مدت کا قرض ہے یعنی تقریباً ایک سے ۲ ماہ تک اور کریڈٹ کارڈ کی صورت میں یہ طویل مدت کا قرض ہے جس کی واپسی اقساط کی صورت میں ہوتی ہے۔ لیکن اس پر سود ادا کرنا پڑتا ہے۔ یعنی تاخیر ادائیگی پر سود۔

شریعت اسلامیہ عموماً اپنے ہر فردِ کار کو اس بات کا حکم بھی دیتی ہے اور ترغیب بھی کہ وہ محنت سے حلال روزی کمائے اور اس سے اپنے اخراجات پورے کرے۔ یہ حلال روزی خواہ اربوں روپے تک پہنچ جائے جب تک اس میں سے دیگر شرعی حقوق پورے کیے جاتے ہیں۔ اس کی کوئی حد نہیں۔ جب کہ قرضہ لینے کی شریعت اسلامیہ میں حوصلہ شکنی کی گئی ہے سوائے انتہائی درجے کی مجبوری کی حالت میں کیونکہ قرضہ کو "همّ بالليل و ذلّ بالنهار" رات کے غم اور دن کی ذلت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس لئے کارڈ کو بغرض قرض استعمال کرنا اسلامی نقطۂ نظر سے ہرگز درست نہیں البتہ سفری ضرورت کے تحت اپنے بنک بیلنس کو بذریعہ کارڈ استعمال کرنا جائز ہے۔

اس پس منظر میں جب کریڈٹ کارڈ کے اس نئے معاملہ کو دیکھا جائے تو یہ قرضہ کی ایسی پیش کش ہے جو زمانہ قدیم میں "ربا نسیئۃ" کے نام سے رائج تھی اس کی صورت فقہائے کرام کی عبارات میں یہ بنتی ہے کہ "إما أن تقضي و أما ان تربي" یا تم قرض ادا کرو یا پھر اس رقم میں اضافہ کرو۔

شریعت مطہرہ نے قرضے کی اس شکل کو حرام قرار دیا ہے۔ جس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) القرآن الکریم:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔"یآیھا الذین اٰمنوا لا تاکلوا الربوآ اضعافاً مضاعفة" (۹۲)

تفسیر:۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے ذکر کیا ہے کہ امام مالک نے زید بن اسلم سے اس آیت کی تفسیر یوں بیان کی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ربا کی شکل یہ بنتی تھی کہ ایک آدمی کا دوسرے آدمی پر ایک خاص مدت تک حق (قرض) ہوتا ۔ جو وقتِ ادائیگی آ جاتا تو قرض خواہ کہتا اتقضی ام تربی؟ "ادا کرو گے یا زیادہ کرو گے" اگر مقروض ادا کرتا تو قرض خواہ لے لیتا وگرنہ وہ مدت بڑھا دیتا اور مقروض رقم بڑھادیتا" (۹۳)

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔"یآیھاالذین اٰمنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربٰوا ان کنتم مؤمنین"(سورۃ البقرۃ:۲۷۸،۲۷۹)

تفسیر:۔ اس آیت میں رباسے مراد قرض پر زیادہ رقم واپس لینا ہے جس سے یہ آیت منع کر رہی ہے، اجماع بھی اس موقف کی تائید کرتاہے۔(۹۴)

(۲)حدیث:

عمروبن الاحوص سے مروی ہے کہ"میں نے رسول ﷺ کو حجۃ الوداع میں یہ فرماتے ہوئے سنا: خبردار ہرقسم کا سود جو زمانہ جاہلیت میں رائج تھا وہ ختم کر دیا گیا ہے۔تمہارے لیے صرف اصل اموال کی واپسی ہوگی، تم نہ ظلم کرو گے اور نہ تم پر ظلم کیاجائے گا۔(۹۵)

(۳) اجماع:

صاحب "المنتقی" نے ربا کی اس قسم کی حرمت کے بارے امت اسلامیۃ کا اجماع نقل کیا ہے وہ زیدبن اسلم کاقول امام مالک کے ذریعے بیان کرتے ہیں کہ "رباالجاھلیة" سے مراد یہ ہے کہ قرض خواہ مقروض کو ادائیگی قرض کے وقت کہے: "أتقضي أم تربي؟" تم اداکرو گے یا زیادہ کرو گے؟ وہ قرض میں بڑھوتری کا ارادہ کرتا ہے۔ اگر مقروض رقم میں اجاگو پر راضی ہو تو قرض خواہ مدّت بڑھا دیتا "الباجیؒ" نے کہا ہے کہ اس کی حرمت میں مسلمانوں کے مابین کوئی اختلاف نہیں"(۹۶)

ان شرعی دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ قرض سے زیادہ رقم واپس لینا جو کہ مدّت بڑھانے کے مقابل ہو یہ حرام ہے۔

متجدّد کریڈٹ کارڈ (Revolving Credit Card) کے معاملہ میں بھی بنک یا مالی ادارہ حامل کارڈ کو یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ چاہے تو یہ رقم اب ادا کر دے اور چاہے تو اقساط میں جبکہ ہر ماہ ایک کم ازکم فیصد ضروری ادا کرنا ہوتا ہے مثلاً5%،10%وغیرہ جسے(minimum Percentage) کہتے ہیں۔ باقی قرض آئندہ مہینوں، کبھی سالوں تک ملتوی ہوتا رہتا ہے اور اس پر سود ادا کرنا پڑتا

ہے۔ جسے (APR)یعنی (Annual Percentage Rate) کہتے ہیں اس سے مراد سالانہ شرح سود ہے۔ جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کئی گنا تک پہنچ جاتا ہے، کبھی یہ سالانہ 32% تک بھی ہو جاتا ہے۔ جو کہ سب سے اونچی شرح ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ کریڈٹ کارڈ ربا کی دوسری صنف میں آتا ہے جس میں قرض کی ابتداء میں مشروط منافع متعین کر دیا جاتا ہے۔ تو یہ بھی شریعت اسلامیہ میں حرام قرار دی گئی ہے۔ اس کے دلائل درج ذیل ہیں۔

۱۔ القرآن الکریم:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "واحل اللہ البیع و حرم الربوٰا"(۹۷)

اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو جائز اور ربا کو حرام قرار دیا ہے۔"

تفسیر: امام ابو بکر الجصاص کہتے ہیں۔"وہ ربا جسے عرب جانتے تھے اور اسی پر ان کا تعامل تھا وہ یہ تھا کہ کوئی درہم یا دینار ایک مدت تک قرض دیتا ایک متعین شدہ رقم کے اضافہ کے ساتھ واپسی کی شرط کے ساتھ اور ہم جنس کے فوری تبادلے میں وہ کسی اضافے سے متعارف نہیں تھے۔ یہی ان کے مابین مشہور تھا،...... اللہ تعالیٰ نے اس ربا کو باطل قرار دیا اور چند ایسی اقسام کو بھی حرام قرار دیا جو باہمی خریدو فروخت (بیع) میں آتی تھیں،...... یہ معلوم تھا کہ ربا الجاھلیۃ" سے مراد مشروط زیادہ رقم کی واپسی کے ساتھ قرض دینا تھا۔ پس "بیع" میں بھی ربا کا عنصر تھا اور ایسی چیز جو بیع نہیں لیکن اس میں سود ہے وہ "ربا الجاھلیۃ" ہے اس سے مراد وہ قرض ہے جس میں مدت اور زیادہ رقم کی واپسی کی شرط ہو"۔(۹۸)

۲۔ حدیث شریف:

مسلم کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: سونے کے بدلے سونا، چاندی کے بدلے چاندی، گندم کے بدلے گندم، جو کے بدلے جو، کھجور کے بدلے کھجور، نمک کے بدلے نمک یہ مثل بمثل (برابر) ہو گا اور ہاتھوں ہاتھ"(۹۹) ایک اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ "ہر وہ قرض جو نفع دے وہ ربا ہے"(۱۰۰)

۳۔ اجماع:

اس بات پر امتِ اسلام کا اجماع ہے کہ مشروط نفع کے ساتھ قرض دینا حرام ہے۔

امام ابن قدامہ فرماتے ہیں:(۱۰۱)

"ہر وہ قرض جس میں زیادہ رقم کی واپسی کی شرط ہو وہ بغیر کسی اختلاف کے حرام ہے۔

امام شوکانی کہتے ہیں:(۱۰۲)

''جب اس عقد (قرض) میں زیادہ واپس رقم مشروط ہو تو یہ بالاتفاق حرام ہے''

امام رملی فرماتے ہیں:(۱۰۳)

''اگر اس (عقد قرض) میں وہ اپنے لیے کوئی حق مشروط کر لے تو یہ اپنے موضوع سے نکل جاتا ہے اور اس کے صحیح ہونے میں رکاوٹ آتی ہے۔ اس طرح اگر کوئی ایسی شرط ہو جس سے قرض خواہ کو کوئی فائدہ پہنچتا ہو اگر یہ چیز مشروط ہو تو یہ بالاجماع حرام ہے''

۴۔ معقول:

عقلی دلائل میں سے امام ابن قدامۃ کا قول ہے:

''کیونکہ قرض عقدِ احسان و رفق ہے اس لیے اس میں زیادہ رقم کی واپسی سے یہ اپنے موضوع سے ہی خارج ہو جاتا ہے''۔ (۱۰۴)

مشروط زیادہ رقم کے ساتھ قرض دینا اور لینا شرعاً جائز نہیں، اب اگر ہم کریڈٹ کارڈ کے معاملات کو بنظر غائر دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ ان کی بنیاد مشروط منافع پر رکھی گئی ہے۔ اگرچہ خریداری پر سود نہیں لیا جاتا لیکن نقد رقم پر پہلے مرحلے سے ہی سود لگنا شروع ہو جاتا ہے اس طرح اگر خریداری کی رقم بروقت واپس نہ کی جائے تو اس پر بھی پہلے دن سے ہی سود کا اضافہ شروع ہو جاتا ہے جبکہ تاخیر پر جرمانہ بھی کیا جاتا ہے۔

ایسی صورت میں کریڈٹ کارڈ کے استعمال کو بالعموم جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ اس عقد میں سود کی شرط موجود ہے ۔

فقہائے کرام کی گزشتہ تحقیق و نگارشات سے ہم یہ نتیجہ برآمد کر سکتے ہیں کہ ڈیبٹ کارڈ کا استعمال محفوظ ہے بشرطیکہ اس میں بھی ATM مشین کے سروس چارجز ایک مخصوص رقم ہو نا کہ فیصدی، مثلاً ۱۰۰۰ سے ۱۰،۰۰۰ تک ۲۰ روپے، نہ کہ ہر ہزار پر ۵% مثلاً۔ کیونکہ اس صورت میں کئی ملین کے معاملات پر ایک خطیر رقم انہی شبہات کی طرف نہ لے جائے جو سود کی مختلف صورتوں پر متعارف ہوتے ہیں۔

جو کریڈٹ کارڈز اسلامی بنک جاری کرتے ہیں ان میں سود کی شرط خارج کر دی گئی ہے۔ یہ غالبا ڈیبٹ کارڈ Debit Cards ہیں۔ اگر بیلنس ختم بھی ہو جائے تو بطور قرض حسن معاملہ طے ہوتا ہے۔ ان بنکوں میں دبئی اسلامی بنک، بیت التمویل الکویتی، شرکۃ الراجحی، مصرف قطر الاسلامی، بنک ابوظبی الاسلامی وغیرہ شامل ہیں۔

حواشی

۱۔ المورد القریب ص ۱۰۴' نشر دارالعلم للملایین بیروت، ۱۹۹۹ء۔
۲۔ ریاض فتح اللہ، کریڈٹ کارڈ کے جرائم، ص۱۴، نشر دارالشروق ۱۹۹۵ء۔
۳۔ شیخ عبداللہ بن سلیمان ابن المنیع، مقالہ برائے ندوہ فقہ بطاقہ الائتمان، بحرین، ۷۔۸ ستمبر ۱۹۹۸ء
۴۔ مجلۃ مجمع الفقہ الاسلامی۔ جدہ ۷/۱/۱۷(۱۹۹۲ء)
۵۔ The Credit Card Industry,A History, by Lewis Mandell,p.2-5,Twyne Publishers, Boston,U.S.A.,1990.
(Gulf marketing Review, March 1996. P. 29, 30)
Credit Cards: Use & Consumer attitudes, published by ,
The federal reserve bulletin Washington D.C, Sep. 2000 P. 623, 624.
Practical Banking & Building society law . p. 241 The cashless society by Robert.A. Hendrickson, p. 11,Printed by the cornwall press,Inc.Cornwall, N.Y.1972.
۶۔ askvisa@visa.com
۷۔ ww. Amex.com
۸۔ Practical Banking & Building Society Law, P.244, by Prof. Anu Arora, Blackstone Press Ltd London ,1997
۹۔ Active study dictionary.'P.94.
۱۰۔ Practical Banking&Building Society Law, P.244, by Prof. Anu Arora, Blackstone Press Ltd London ,1997
۱۱۔ Visa leaflet for customers
۱۲۔ المورد القریب، ص ۱۱۳، لفظ (Debit)
۱۳۔ ڈاکٹر خالد وہیب، خارجی بنکاری خدمات، ص ۳۱، نشر دار المناہج، عمان ۲۰۰۰ء۔
۱۴۔ ڈاکٹر محمد علی القری، مقالہ کریڈٹ کارڈ، مجلّہ مجمع الفقہ جدہ ۷/۱/۳۷۹۔
۱۵۔ askvisa@ask.com.
۱۶۔ Bank(Delaware),Masrecard & visa agreement National Associate TX,U.S.A
۱۷۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد عبد الحلیم عمر' کریڈٹ کارڈ کے شرعی بنکی اور حسابی پہلو، ص ۵۷ نشر ایتراک' ۱۹۹۷' مصر
۱۸۔ مغنی المحتاج ۱۹۸۳
۱۹۔ المبسوط ۲۰/۵۰ نشر السعادۃ مصر ۱۳۲۴ھ
۲۰۔ فتح القدیر ۷/۱۸۸ نشر دار احیاء التراث العربی-لبنان
۲۱۔ کتاب الھدایۃ ۳/۹۱

۲۲- مغنی المحتاج ۲/۲۰۳

۲۳- الخرشی علی مختصر خلیل ۶/۲۵ ' شرح فتح القدیر ۷/۱۸۳

۲۴-۲۸۔ المبسوط ۲۰/۵۰-۵۵ ' ص۵۲

۲۹- الدرالمختار للحصکفی ۲/۱۱۹

۳۰۔ مجلۃ مجمع الفقہ الإسلامی جدۃ ۷/۱/۳۶۸

۳۱۔ الفتاوی الشرعیۃ فی المسائل الاقتصادیۃ جزء- ۱' ۲' ۳ فتوی نمبر ۴۷۷

۳۲- مغنی المحتاج ۲/۲۰۰-۲۰۲

۳۳- المحلّی ۸/۱۱۷ مسألۃ (۱۲۳۱) نشر دارالتراث - مصر

۳۴- المغنی ۴/۵۵۵

۳۵- فتح القدیر ۶/۲۹۹

۳۶- الأمّ ۳/۲۳۱

۳۷- المبسوط ۲/۳۲باب الکفالۃ بالمال

۳۸- ھامش مواھب الجلیل ۵/۱۱۱

۳۹- ویزا ماسٹر کارڈ کا اعلان (مصری نیشنل بنک بند ۶)

۴۰- Delaware بنک (أمریکا) کا إعلان ویزا کارڈ

۴۱- کتاب الھدایۃ ۳/۹۱فصل الکفالۃ

۴۲- أ۔ عبد الستار قطّان کتابچہ بیت التمویل الکویتی ص ۱۴' فتاوی شرعیۃ

۴۳۔ مغنی ابن قدامہ ۵/۵۸

۴۴۔ مجلّۃ مجمع الفقہ الإسلامی ۷/۱/۳۶۶

۴۵۔ فتاوی الخدمات المصرفیۃ ص ۲۸۹ فتوی نمبر۶۵ نشر شرکۃ دلۃ البرکۃ السعودیۃ ۱۹۹۸۔

۴۶۔ مجلۃ مجمع الفقہ ۷/۱/۳۹۷

۴۷۔ الشیخ ابن المنیع 'مجلۃ المجمع ۱۰/۳/۶۰

۴۸۔ الحدیث: **نھی النبیّ ﷺ عن شرطین فی بیع وبیع وسلف وعن بیع ما لم یقبض**(أبوداؤد-۳۴۰۵)'
(ترمذی-۱۲۳۴)

۴۹- مجلّۃ المجمع ۷/۱/۳۹۱

۵۰- مجلّۃ المجمع ۷/۱/۴۱۰

۵۱- کتابچہ بیت التمویل الکویتی ص۲۰(مرجع سابق)

۵۲- مجلۃ المجمع ۷/۱/۶۷۶

۵۳- پروفیسر ڈاکٹر رمضان حافظ السیوطی، جامعۃ الأزھر

۵۴۔ ڈاکٹر نزیہ کمال، مجلّہ مجمع الفقہ، جدہ۔ ۶/۱/۶۶۴

۵۵۔ شیخ حسن الجواہری، مجلّہ المجمع ۸/۲/۶۳۰۔

۵۶۔ ڈاکٹر نزیہ کمال، مجلّہ مجمع الفقہ، جدّہ۔ ۷/۱/۶۶۵

۵۷۔ شیخ ابن المنیع، ندوۃ فقہ بطاقۃ الائتمان بحرین ۱۹۹۸، مقالہ ص ۲۵۔
۵۸۔ البدائع: ۳۵۰۰/۷
۵۹۔ تبیین الحقائق: ۴۱/۵
۶۰۔ صحیح البخاری، کتاب الصلح (۲۷۱۰)
۶۱۔ مجلۃ المجمع ۶۳۴۲/۸
۶۲۔ لا تبع ما لیس عندك رواه الترمذی
۶۳۔ مقالۃ حول بطاقات الائتمان رسالۃ التقریب الإیرانیۃ، العدد الثالث ۱۴۱۴ھ
۶۴۔ مقالۃ کلمۃ فی بطاقۃ الاعتماد و الإئتمان (شیخ مذکور نے راقم کو بصد شکر تین مقالات فراہم کیے)
۶۵۔ مغنی المحتاج ۱۹۳/۲
۶۶۔ المغنی ۵۲۱/۴
۶۷۔ المغنی ۵۲۱/۴، مواهب الجلیل ۹۳/۵
۶۸۔ مقالۃ: بطاقۃ الائتمان و تکییفها من الناحیة القانونیة والشرعیة' ص۱۰ ندوۃ فقہ بطاقۃ الإئتمان۔ منامۃ، بحرین ۷-۹/۸/۱۹۹۸م (باہتمام سعودی نیشنل کمرشل بنک جدّۃ)
۶۹۔ مقالۃ کریڈٹ کارڈ ص ۹ (ندوۃ مذکورۃ)
۷۰۔ مقالۃ روایتی کریڈٹ کارڈز (ندوۃ مذکورۃ)
۷۱۔ مقالۃ کریڈٹ کارڈز ص ۱۰ (ندوۃ مذکورۃ)
۷۲۔ مقالۃ کریڈٹ کارڈ شرکاء ان کے تعلقات اور انکی شرعی حیثیت (ندوۃ مذکورۃ)
۷۳۔ مقالۃ کریڈٹ کارڈ ص ۲۰ (ندوۃ مذکورۃ)
۷۴۔ مقالۃ مرابحت کارڈ، کریڈٹ کارڈ کا شرعی بدل ص ۱۳ (ندوۃ مذکورۃ)
۷۵۔ مجلۃ المجمع ۶۶۹/۱/۷
۷۶۔ مجمع الفقہ الإسلامی کی قرارداد نمبر ۱۰۸ (۲-۱۲) الریاض (۲۳-۲۸ستمبر ۲۰۰۰)
۷۷۔ ابن عابدین ۵۶۲/۴
۷۸۔ قرارات و توصیات المجمع ص۱۱۳
۷۹۔ مقالات کانفرنس الیکٹرونک بینکنگ-دبئی ۲۳۲۰/۵
۸۰۔ ایضاً ۶۶۰/۲
۸۱۔ مواهب الجلیل ۳۹۶/۵
۸۲۔ ملاحظات پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالحلیم عمر مدیر مرکز صالح کامل - جامعۃ الازہر
۸۳۔ ڈاکٹر نزیہ حماد: العقود المستجدۃ مجلۃ المجمع ۷۳/۲/۱۰
۸۴۔ ڈاکٹر، عبدالوہاب ابو سلیمان، البطاقات البنکیۃ الاقراضیۃ ص ۱۸۷، دارالقلم دمشق، ۱۹۹۸۔
۸۵۔ حوالہ سابقہ ص ۱۷۸
۸۶۔ ڈاکٹر محمد القری، مجلۃ مجمع الفقہ، ۳۹۰/۱/۷
۸۷۔ ڈاکٹر رفیق المصری، مجلۃ مجمع الفقہ ۶۸۱/۱/۷

۸۸۔ ڈاکٹر وھبہ زحیلی، مجلۃ مجمع الفقہ ۶۶۹/۱/۷
۸۹۔ شیخ حمزہ، مجلّہ مجمع الفقہ ۶۸۰/۱/۷
۹۰۔ شیخ حسن الجواہری، مجلّہ مجمع الفقہ ۷۲۱/۱/۷
۹۱۔ ندوۃ فقہ بطاقۃ الأئتمان، بحرین ۷۔۸ستمبر ۱۹۹۸ء
۹۲۔ سورۃ آل عمران (۱۳۰)
۹۳۔ فتح الباری ۲۱۶/۴، مطبعۃ سلفیۃ، مصر، اشاعتِ دوم ۱۴۰۱ھ
۹۴۔ پروفیسر ڈاکٹر رمضان حافظ السیوطی، بنک کے معاملات کی شرعی حیثیت اور ان کا بدل ص۹۵، طبعاھرام الجیزۃ الکبری، ص ۱۹۶۸۔
۹۵۔ ابوداؤد حدیث نمبر (۳۳۳۴)، ترمذی (۳۰۸۶)
۹۶۔ المنتقی، شرح المؤطا ۶۵/۵، طبع، دارالکتاب العربی، بیروت ۱۳۳۲ھ
۹۷۔ سورۃ البقرۃ: ۲۷۵
۹۸۔ احکام القرآن، امام جصاص ۴۶۲/۱، دارالفکر، بیروت
۹۹۔ مسلم ،کتاب المساقاۃ، نمبر (۲۹۷۰)
۱۰۰۔ ابن حجر، المطالب العالیۃ ۴۱۱/۱ (۱۳۷۳)، مسند الحارث عن علیؓ مرفوعاً (۴۳۶)
۱۰۱۔ المغنی ۳۱۹/۴، دارالمنار، مصر (۱۳۶۷ھ)
۱۰۲۔ نیل الاوطار ۲۶۲/۵، الحلبی مصر (آخری اشاعت)۔
۱۰۳۔ نہایۃ المحتاج ۲۳۰/۴۔
۱۰۴۔ المغنی ۳۱۹/۴۔

☆☆☆☆☆